https://www.ashrafia.net

ماھنامہ
مئی ۲۰۲۶ء
الاشرف
کراچی
Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

حج مبارک

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- سیرتِ طیبہ کا امتیازی پہلو "بچوں پر شفقت اور اُن سے محبت"
- حج احادیث کی روشنی میں...
- عرفانِ شریعت... "قربانی کے مسائل"
- اسلام کی عظمتوں اور خاندان کی شرافتوں کے امین
- شانِ اشرف المشائخ قدس سرہ
- "عیدالاضحیٰ" مسلمانانِ عالم کے لیے ایثار و قربانی کا بہترین سبق

یومِ اشرف المشائخ رحمۃ اللہ علیہ
۱۳ ذوالقعدۃ

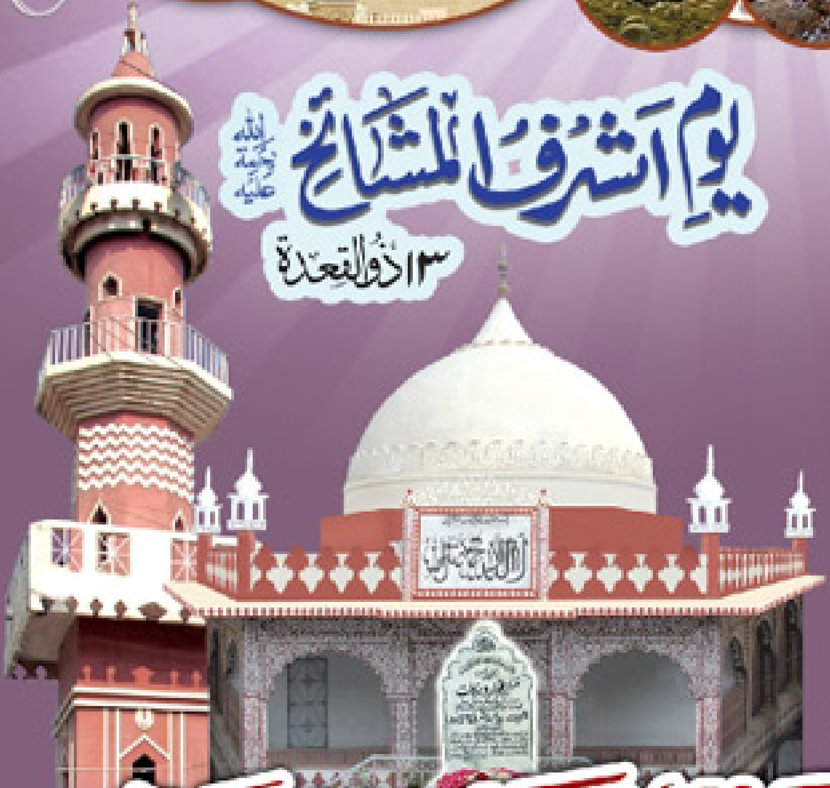

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

ذیقعدۃ الحرام
ذی الحجۃ
۱۴۴۷ھ

مئی ۲۰۲۶ء جلد نمبر ۴۷ شمارہ نمبر ۵

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابومخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابومحمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

مقام اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

نگراں انتظامی امور : **سید محبوب اشرف جیلانی**
مشاورت : **سید اعراف اشرف جیلانی**

پروف ریڈر
علامہ سید اظہار اشرف جیلانی
(ریسرچ اسکالر)
مولانا عرفان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
نعمان اشرفی

پرنٹر و پبلیشر : ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

عنوان	مصنف	صفحہ
حمد و نعت	حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ	8
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ	10
سیرتِ طیبہ کا امتیازی پہلو ''بچوں پر شفقت اور اُن سے محبت''	جناب پروفیسر امیر الدین مہر صاحب	12
اسلامی سنِ ہجری کا متبرک مہینہ... ''ذی الحجہ''	ادارہ	14
حج احادیث کی روشنی میں...	جناب ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب	16
عرفانِ شریعت... ''قربانی کے مسائل''	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	18
اسلام کی عظمتوں اور خاندان کی شرافتوں کے امین	حضرت علامہ مفتی محمد محب اللہ نوری مدظلہ العالی	23
شانِ اشرف المشائخ قدس سرہ	محترمہ سیدہ نازنین اشرف جیلانی صاحبہ	27
''عید الاضحیٰ'' مسلمانانِ عالم کے لیے ایثار و قربانی کا بہترین سبق	جناب شکیل جیلانی صاحب	30
خطباتِ فخر المشائخ مدظلہ العالی۔ ''نورانیتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم'' (قسط:۱)	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	32
سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ... (قسط:۲)	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	36
''علمائے اہلسنت کی یادیں''۔ حضرت علامہ سید شجاعت علی قادری (قسط:۲)	ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ اشرف جیلانی	39
تبصرہ ''مرتضیٰ مشکل کشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم''	صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)	43
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	45

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ
حمد

شہنشاہِ سخن حضرت مولانا حسنؔ رضا خان علیہ الرحمہ

حضورِ کعبہ حاضر ہیں حرم کی خاک پر سر ہے
بڑی سرکار میں پہنچے مقدر یاوری پر ہے

نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ مونھ قابل دکھانے کے
مگر اُن کا کرم ذرّہ نواز و بندہ پرور ہے

جو ہیبت سے رُکے مجرم تو رحمت نے کہا بڑھ کر
چلے آؤ، چلے آؤ، یہ گھر رحمٰن کا گھر ہے

لگاتا ہے غلافِ پاک کوئی چشمِ پُرنم سے
لپٹ کر ملتزم سے کوئی محوِ وصلِ دلبر ہے

یہ زمزم اس لیے ہے جس لیے اس کو پیئے کوئی
اسی زَمزم میں جنت ہے اسی زَمزم میں کوثر ہے

نہیں کچھ جمعہ پر موقوف اَفضال و کرم اُن کے
جو وہ مقبول فرما لیں تو ہر حج، حجِ اَکبر ہے

حسنؔ حج کر لیا کعبہ سے آنکھوں نے ضیا پائی
چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رَستہ دِل کے اندر ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نعتِ رسول

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

تم ہی ہو چین اور قرار اِس دلِ بے قرار میں
تم ہی تو ایک آس ہو قلبِ گناہ گار میں

رُوح نہ کیوں ہو مضطرب موت کے اِنتظار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

خاک ہے ایسی زندگی وہ کہیں اور ہم کہیں
ہے اسی زِیست میں مزا جو ہو دِیارِ یار میں

اُن کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
اُن سے پھرے، جہاں پھرا، آئی کمی وقار میں

فیض نے تیرے یا نبی، کر دیا مجھ کو کیا سے کیا
ورنہ دَھرا ہوا تھا کیا مٹھی بھر اِس غبار میں

سر تو سوئے حرم جھکا دِل سوئے کُوئے مصطفیٰ
دل کا خدا بھلا کرے، یہ نہیں اختیار میں

سالکؔ رُوسیہ کا منہ دعویٰ عشقِ مصطفیٰ
پائے جو خدمتِ بلال آئے کسی شمار میں

https://www.ashrafia.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغازِ گفتگو

"قلبی سکون نا ہونے کے اسباب اور علاج"

ایڈیٹر

آج ہماری گفتگو کا عنوان "قلبی سکون نا ہونے کے اسباب اور علاج" ہے۔ قلبی سکون اور گھر کا سکون کیسے ممکن ہے، آج ہر گھر کا یہی مسئلہ ہے لوگ کہتے ہیں قلبی سکون نہیں ہے اور گھر میں سکون نہیں ہے ہر وقت بے چینی اور بے قراری رہتی ہے۔ سارا دن کاروبار میں مصروف رہتے ہیں یا نوکری پیشہ حضرات نوکری میں مصروف رہتے ہیں لیکن دونوں کا شکوہ یہی ہے کہ وہاں بے چینی اور بے قراری رہتی ہے قلبی سکون میسر نہیں آتا اور جب ہم سارا دن کاروبار یا نوکری میں مصروف رہنے کے بعد گھر کا رخ کرتے ہیں کہ گھر جا کر اطمنان وسکون میسر آئے گا تو گھر آ کر مزید ٹینشن، فکرات اور بہت سے ایسے مسائل سامنے آتے ہیں کہ بے چینی اور بے قراری مزید بڑھ جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے گھر میں لڑائی، جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور رہا سہا سکون بھی برباد ہو جاتا ہے ہم نے یہ موضوع اس لیے رکھا ہے کہ یہ مسئلہ عام ہے یعنی ہر دوسرے گھر کا یہی مسئلہ ہے۔

آج ہم آپ کے سامنے اس موضوع پر گفتگو کریں گے اور دو چیزیں بیان کریں گے ایک قلبی سکون نا ہونے کے اسباب اور دوسرا ان کا علاج یعنی بے سکونی کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے۔

قلبی سکون نا ہونے کا پہلا سبب:

قلبی سکون نا ہونے کا پہلا سبب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت ہے کیونکہ ذکر اللہ دل کی غذاء ہے اور دل اپنی غذاء نا پا کر بے چین ہو جاتا ہے اس کی مثال یہ سمجھیں کہ ایک شخص کو بھوک لگ رہی ہو تو آپ اسے اچھے کپڑے پہنا دیں تو کیا اچھے کپڑے بھوک مٹا دیں گے اس کو آپ باغات کی سیر کرا دیں تو کیا باغات کی سیر اس کی بھوک مٹا سکتی ہے اسی طرح دیگر چیزیں آپ کرتے رہیں لیکن اصل چیز جو غذاء ہے جو بھوک مٹا سکتی ہے اسے نہ کھلائیں تو کبھی بھوک نہیں ختم ہو سکتی بلاتشبیہ و تمثیل ذکر الٰہی دل کی غذاء ہے اور دل اپنی غذاء نہ پا کر بے چین ہو جاتا ہے اور ہم اسے غذاء کی بجائے دوسری چیزوں سے سکون پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں آپ ذکر الٰہی کی بجائے جتنی چیزیں یا جتنے مشاغل دل کو سکون پہنچانے کے لیے اختیار کریں گے ان سے وقتی اور عارضی سکون تو ملے گا لیکن دائمی اور مستقل سکون صرف اور صرف ذکر الٰہی سے حاصل ہو گا

https://www.ashrafia.net

قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔(پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۲۸)

ترجمہ: ''سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں''

قلبی سکون نا ہونے کا دوسرا سبب:

قلبی سکون نا ہونے کا دوسرا سبب معاشی تنگی ہے اور معاشی تنگی کا سبب اللہ کے ذکر سے غفلت ہے قرآنِ کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا۔

(پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۲۴)

ترجمہ: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے۔

پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسی چیز ہے جس سے نہ صرف معاشی تنگی دور ہوتی ہے بلکہ قلبی ودائمی سکون بھی حاصل ہوتا ہے اور یاد رکھیئے گھر کے سکون کا تعلق قلبی سکون کے ساتھ ہے جب تک آپ خود قلبی طور پر مطمئن نہیں ہوں گے تو گھر میں کیسے سکون ہوگا۔

قلبی سکون نا ہونے کا تیسرا سبب:

قلبی سکون نا ہونے کا تیسرا سبب حرام کمائی ہے۔ یاد رہے حرام کمائی میں کبھی سکون نہیں ہوسکتا۔ حرام پیسہ جب آتا ہے تو اپنے ساتھ بے چینی و بے قراری لاتا ہے، پریشانیاں لاتا ہے اور وہ پیسہ جب خون بن کر جسم میں گردش کرتا ہے تو ویسے ہی اعمال و افعال بھی سرزد ہوتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں یعنی کاروبار میں سود کا لین دین کرتے ہیں یاد رکھیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو انسانوں سے اعلانِ جنگ فرمایا ایک وہ جو اس کے ولی سے عداوت ودشمنی رکھے اور دوسرا وہ جو سود کھائے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اتنی بڑی وعید ہونے کے باوجود اگر ہم اس طرف توجہ نہ دیں تو ہم سے زیادہ غافل کون ہوسکتا ہے یعنی سود کا کاروبار کرنے والے سے اللہ تعالیٰ کا اعلانِ جنگ ہے اور کس میں ہمت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کرسکے اس لیے ہمیں چاہیے کہ اگر ہمارے کاروبار میں معمولی سا بھی سود شامل ہو تو اسے فوراً ترک کردیں اور سچے دل سے توبہ کریں کیونکہ سودی کاروبار سے بے برکتی، بے چینی و بے سکونی ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ وہ ادارے جو سودی کاروبار پر چل رہے ہیں وہاں ملازمت کرنے سے گریز کریں کیونکہ جب آپ کے علم میں ہے کہ ان کا کاروبار سود پر ہے تو پھر ان کے ساتھ کاروبار کرنا یا ملازمت کرنا دونوں ہی غلط ہوں گے۔

قلبی سکون نا ہونے کا چوتھا سبب:

قلبی سکون نا ہونے کا چوتھا سبب یہ ہے کہ لوگوں کے حقوق غصب کرنا یعنی باپ کی میراث میں بہنوں کو محروم کردینا یا یہ کہ خود قبضہ کرکے دیگر بہن بھائیوں کو محروم کردینا، اسی طرح یتیموں بیواؤں کی جائیداد پر قبضہ کرلینا، مرحوم بیٹے کی بیوہ اور بچوں کو ان کے حقوق سے محروم کردینا، امانت میں خیانت کرنا لوگوں کے پیسے کھا جانا غرضیکہ یہ تمام چیزیں وہ ہیں جو انسان کا قلبی سکون برباد کردیتی ہیں لیکن ہم اس طرف توجہ نہیں دیتے

https://www.ashrafia.net

اگر آپ کسی کا پیسہ روکیں گے تو آپ کا پیسہ بھی رک جائے گا۔ اگر آپ ناجائز کسی کے کاروبار یا دولت پر قبضہ کریں گے تو آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا کیونکہ یہ دنیا مکافاتِ عمل ہے جو جیسا کرے گا اس کے ساتھ ویسا ہی ہوگا۔ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ کسی کو تکلیف پہنچا کر، پریشان کر کے، انسان کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتا۔

قلبی سکون کا علاج:

قارئین کرام! یہ تو قلبی سکون نہ ہونے کے اسباب تھے اب آیئے اس کا علاج بتائیں کہ کیا ہے۔

۱۔ سب سے پہلے سچے دل سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور پھر پانچ وقت نماز کی پابندی اپنے اوپر لازم کرلیں جیسے ہی نماز کا وقت ہو فوراً کھڑے ہوجائیں اگر آپ نماز کے لیے کام چھوڑ دیں گے تو کام ہوجائے گا اور اگر کام کی وجہ سے نماز چھوڑ دیں گے تو پھر کام خراب ہوجائے گا۔ ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہر مسلمان پانچ وقت نماز کی پابندی کر لے تو آدھے سے زیادہ پریشانیاں دور ہوجائیں گی۔

۲۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد ایک تسبیح استغفار پڑھیں "استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ" اول و آخر درود شریف گیارہ مرتبہ۔ اس طرح پورے دن میں ۵۰۰ مرتبہ استغفار ہوجائے گی اور حدیث شریف کے مطابق استغفار دلوں کی پالش ہے یعنی جب آدمی کثرت سے استغفار پڑھتا ہے تو اس کا دل پاک وصاف ہوجاتا ہے اور جب دل پاک وصاف ہوگا تو قلبی سکون میسر ہوگا۔

۳۔ تیسری چیز ہمیشہ رزقِ حلال کمانے کی کوشش کریں کبھی حرام کمانے کا خیال بھی ذہن میں نہ لائیں کیونکہ جس پیسہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی ہو وہ کبھی بھی آپ کو سکون نہیں پہنچا سکتا۔ اگر حرام کا ایک کروڑ روپے بھی آپ کو مل رہا ہو تو اسے ترک کر دیں اور حلال کا ایک پیسہ میسر ہو تو اسے لے لیں کیونکہ اسی میں برکت ہے اور اسی میں عافیت ہے۔

۴۔ چوتھی چیز یہ ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد جو ہر مسلمان پر فرض ہے ان کا خیال رکھیں خصوصاً حقوق العباد کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق معاف کر دیتا ہے لیکن حقوق العباد اسی صورت میں معاف ہوں گے کہ جس کا حق ہے وہ معاف کر دے اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہمارے اوپر بہن بھائیوں کا حق ہے، والدین کا حق ہے، اولاد کا حق ہے، عزیز و رشتہ داروں کا حق ہے۔ یہ تمام وہ حقوق ہیں جن کو ادا نہ کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونا ہوگا۔ اگر والد کی میراث کا مسئلہ ہے تو اسے شریعت کے مطابق تقسیم کر دیں یعنی جس کا جو حصہ بنتا ہے اسے دے دیں ناجائز طریقے سے اس پر قبضہ کرنا اور بہن بھائیوں کو ان کے حقوق سے محروم کر دینا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ اسی طرح والدین کی خدمت ان کا حق ہے اگر آپ اسے ادا نہیں کر رہے ہے تو قیامت میں جواب دہ ہوں گے۔ اولاد کی صحیح تربیت اگر آپ نے نہیں کی تو قیامت میں جواب دہ

https://www.ashrafia.net

ہوں گے۔ عزیز و رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک و صلہ رحمی کرنا ان کا حق ہے اگر آپ یہ حق ان کو نہیں دیں گے تو اللہ کی بارگاہ میں جواب دینا ہوگا۔ بعض حضرات اپنے عزیز و رشتہ داروں سے قطع تعلق کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور ان سے میل میلاپ، دعا سلام اور عید وغیرہ پر بھی ملاقات نہیں کرتے ایسے لوگ قیامت میں جواب دہ ہوں گے۔ ان تمام چیزوں کو پیشِ نظر رکھیں اور خلوص و محبت کے ساتھ ہر ایک سے ملیں۔ اس سے اللہ تبارک و تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو اگر ہم کریں گے تو ان شاء اللہ! ہمیں قلبی سکون میسر آئے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اظہارِ تعزیت:

نجم اہلسنت، مفتی اہلسنت، حضرت علامہ مفتی الیاس رضوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ اچانک وصال فرما گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت کو خانوادۂ اشرفیہ بڑی عقیدت و محبت تھی۔ شیخ اعظم حضور سیدی اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ آپ کو انہیں سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ درگاہ شریف میں آپ اکثر تشریف لاتے تھے۔ حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے زمانہ مبارک میں بھی آپ اکثر لوگوں کو علاج کے لیے اپنے ہمراہ لے آیا کرتے تھے۔ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی سے بھی آپ کا بڑا گہرا تعلق تھا۔ جب بھی آپ نے انہیں کسی پروگرام میں مدعو کیا تو آپ ضرور تشریف لائے اور اپنے قیمتی لمحات سے آپ نے عوام الناس کو مستفیض کیا اور سہ روزہ عرس کے موقع آپ خطاب بھی فرمایا کرتے تھے۔ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے آپ کے انتقال پر تعزیتی پیغام بذریعہ وائس کلپ بھی جاری کیا اور آپ کے درجات کی بلندی کے لیے درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں خصوصی دعا فرمائی۔

ہم ادارہ ''الاشرف'' کی جانب سے آپ کے صاحبزادگان اور تمام لواحقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ''جامعہ نضرۃ العلوم'' کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے اور ان کے علمی فیضان سے تمام کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاکپائے مخدوم سمنانی

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

سجادہ نشین درگاہِ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

اظہارِ تعزیت

سجادہ نشین درگاہ غوثیہ گولڑہ شریف حضرت پیر سید معین الحق شاہ گیلانی دامت برکاتہم العالیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید مہر فرید الحق مہر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ کے درجات کی بلندی کے لیے حضور فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں خصوصی دعا فرمائی۔

https://www.ashrafia.net

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمۃ

پارہ نمبر ۷، سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۹۷ تا ۱۰۰

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

جَعَلَ اللّٰهُ الۡـكَعۡبَةَ الۡبَيۡتَ الۡحَـرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهۡرَ الۡحَـرَامَ وَالۡهَدۡىَ وَالۡقَلَاۤئِدَ‌ ؕ ذٰ لِكَ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۹۷﴾ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ‌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا تَكۡتُمُوۡنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسۡتَوِى الۡخَبِيۡثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوۡ اَعۡجَبَكَ كَثۡرَةُ الۡخَبِيۡثِ‌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ:

کیا اللہ نے کعبہ کو ادب والا گھر قیام کرنے کو لوگوں کے لیے اور حرمت والے مہینہ اور قربانی اور قلادہ والی کو یہ اس لیے کہ تم جانو بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے، جان لو ہے کہ بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہیں رسول پر مگر حکم پہنچانا اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو، فرما دیجئے! برابر نہیں گندہ اور ستھراء اگرچہ تجھے گندہ کی کثرت پسند آئے تو ڈرو اللہ سے اے عقل والو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔

شانِ نزول:

جَعَلَ اللّٰهُ الۡـكَعۡبَةَ الۡبَيۡتَ.......اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ

کعبہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے جو عکرمہ اور مجاہد سے مروی ہے کہ کعبہ کو کعبہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مربعہ ہے۔ کاعبۃ کی جمع کواعب ہے، کعبہ کی سطح سمندر سے بہت اُونچی ہے، اس کا چرچا اس کا ذکر دنیا میں بہت بلند ہے اس لیے اس کو "کعبہ" کہا جاتا ہے۔ اور تکعیب تربیع ہے اور لغت میں ہر اس گھر کو کعبہ کہہ سکتے ہیں جو مربع ہو اور کبھی بلندی کے معنی میں بھی تکعب آتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کعبہ کو کعبہ اس کی بلندی کی وجہ میں کہا گیا، جیسے کعب الانسان ٹخنے کو کہتے ہیں، اس لیے کہ وہ اُونچا ہوتا ہے۔ کَعَبَتِ الْمَرأَۃُ عورت کی چھاتیوں کو کہتے ہیں جب کہ وہ اُٹھی ہوئی ہوں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ کعبہ نام اُس کی یکتائی اور

https://www.ashrafia.net

بے مثل ہونے کی بناء پر ہوا لیکن کرمانی نے اس کا رد کر دیا ہے (روح المعانی)

پھر کعبہ کو الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ اس لیے کہا گیا کہ دنیا میں اس کی عظمت ہے، اسی لیے اس کی حرمت کے لیے بیت الحرام کہا گیا اور قِیٰمًا لِّلنَّاسِ اس لیے کہا گیا کہ وہاں امورِ دین و دنیوی کا قیام ہوتا ہے، خائف وہاں پناہ لیتا ہے، چنانچہ اس کی حرمت کے لیے ہی ارشاد ہوا: من دخله كان امنا ضعیفوں کو وہاں امن ملتا ہے، تاجر وہاں نفع پاتے ہیں، حج و عمرہ کرنے والے وہاں حاضر ہو کر مناسک ادا کرتے ہیں اور وَ الشَّهۡرَ الۡحَرَامَ سے مراد ماہِ ذی الحجہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس کی نویں تاریخ کو حج کرتے ہیں۔

وَالۡهَدۡیَ وَالۡقَلَآئِدَ ہدی قربانی کا جانور اور اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا قلادہ ڈالنا، یہ قلائد قلادہ کی جمع ہے یعنی ہار جو ہدی کے گلے میں ڈالا جاتا ہے تاکہ پہچان لیا جائے کہ یہ قربانی کا جانور ہے اور حرم سے منیٰ کی طرف ہدی یعنی قربانی ہار ڈال کر لے جانا زیادہ ثواب ہے۔

ذٰلِكَ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ......وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ

تو تم حرم اور احرام کی حرمت کا لحاظ رکھو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد اپنی صفت شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ذکر فرمائی تاکہ احیائے رحمت اور تکمیل ایمان ہو اس کے بعد صفت غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ بیان فرما کر اپنی وسعت رحمت کا بیان فرمایا۔ اب چونکہ رسولِ مجتبیٰ ﷺ حکم پہنچا چکے تو مسلمانوں پر اطاعت لازم ہے اور عذر کی گنجائش باقی نہ رہی آگے ارشاد ہے:

مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ.........مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا تَكۡتُمُوۡنَ

اس لیے کہ اس ذات علیم و خبیر کو ہر ایک کے ظاہر و باطن نفاق و اخلاص سب کا علم ہے۔ آگے ارشاد ہے:

قُلۡ لَّا یَسۡتَوِی الۡخَبِیۡثُ......الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ

اس میں حضور ﷺ! مخاطب ہیں یا اُمتِ محمدیہ یعنی حلال و حرام نیک و بد، مسلم و کافر اور کھرا کھوٹا ایک درجہ میں نہیں ہو سکتا یعنی واثروا الطیب وان قل علی الخبیث وان كثر وقیل هو عام فی حلال المال و حرامه وصالح العمل وطالحه وجید الناس وردیهم۔ (تفسیر نسفی)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نو مسلم بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں حالتِ کفر میں شراب کی تجارت کیا کرتا تھا، مجھے اس سے بہت نفع حاصل ہوا اب میں بہت مالدار ہوں اور وہ مال میرے پاس موجود ہے، اگر میں وہ مالِ کارِ خیر میں خرچ کروں تو کیا مجھے ثواب ملے گا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر وہ مال سے تم حج و جہاد جیسی اعلیٰ عبادت میں بھی خرچ کرو تب بھی وہ تم کو مچھر کے پَر کے برابر بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا، اللہ تعالیٰ طیب ہے وہ طیب ہی قبول کرے گا“۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

....

https://www.ashrafia.net

درس حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَاْسَهٗ وَجَسَدَهٗ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

مسنون غسل کا باب

غسل "غ" کے فتح سے بمعنی دھونا، "غ" کے زیر سے، بمعنی نہانے یا دھونے کا پانی، "غ" کے پیش سے، بمعنی نہانا۔ یہاں تیسرے معنی مراد ہیں۔

غسل پانچ قسم کا ہے: فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح

غسل فرض تین ہیں: حیض سے، نفاس سے، جنابت سے۔

غسل واجب: میت کو غسل دینا۔

غسل سنت پانچ ہیں: جمعہ کا، عیدین کا، احرام کے وقت، عرفہ کے دن۔

غسل مستحب چند ہیں: میت کو نہلا کر، فصد کھلوا کر، اسلام لاتے وقت، ٹھنڈک، صفائی وغیرہ کے لیے نہانا۔

غسل مباح ہے۔

اس باب میں سنت اور مستحب غسلوں کا ذکر ہوگا۔

پہلی فصل

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کر لیا کرے"۔(۱) (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے"۔(۲) (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "لازم ہے ہر مسلمان پر کہ ہر سات دن

https://www.ashrafia.net

میں ایک دن غسل کرے جس میں سر و جسم دھوئے''۔ (۳)

(مسلم، بخاری)

شرح:

(۱) امام اعظم رضی اللہ عنہ اور جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم وجوب کا نہیں بلکہ سنت کا ہے اور یہ حدیث منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے امام مالک اور احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہ حکم وجوبی ہے ان کے ہاں غسل نمازِ جمعہ واجب ہے، مگر امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول قوی ہے، جیسا کہ آئندہ صحیح روایت میں آرہا ہے کہ جمعہ کے غسل کا وجوب منسوخ ہو چکا ہے۔ خیال رہے کہ غسل نماز جمعہ کے لیے سنت ہے، لہٰذا جن پر جمعہ فرض نہیں ان کے لیے یہ غسل سنت بھی نہیں جیسا کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا بعض علماء نے اَحَدٌ کو نصب اور جمعہ کو ضمہ پڑھا ہے اور حدیث کے معنی یہ کیے کہ جب تم میں سے کسی کے پاس جمعہ کا دن آئے غسل کرے، ان کے نزدیک غسل جمعہ مطلقاً سنت ہے، نماز جمعہ فرض ہو یا نہ ہو، لہٰذا چاہیے یہ کہ جمعہ کا غسل صبح کے بعد کیا جائے رات میں کر لینے سے یہ سنت ادا نہ ہوگی۔

(۲) اگر واجب بمعنی ثابت ہو تو حدیث محکم ہے منسوخ نہیں اور اگر بمعنی ضروری ہے تو منسوخ ہے، جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسلِ جمعہ، جمعہ کے دن کی وجہ سے ہے، نماز جمعہ فرض ہو یا نہ ہو۔ بہت سے علماء کا یہ بھی قول ہے۔

(۳) یہاں ایک دن سے مراد جمعہ کا دن ہے جیسا کہ دوسری روایتوں سے معلوم ہوا، اور لزوم سے لغوی لزوم مراد ہے نہ کہ شرعی۔ مطلب یہ ہے کہ ہفتہ میں جمعہ کے دن غسل کر لینا چاہیے تا کہ بدن بھی صاف ہو جائے اور کپڑے بھی اور جمعہ کی بھیڑ میں مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو، چونکہ سر میں میل، جوئیں زیادہ ہو جاتی ہیں، اس لیے خصوصیت سے اس کا ذکر کیا ورنہ جسم میں یہ بھی داخل تھا۔ فرض غسل میں کلی اور ناک میں پانی لینا اور تمام جسم کا دھونا ہمارے ہاں فرض ہے۔ غسل سے پہلے وضو کر لینا داہنی طرف سے ابتداء کرنا سنتیں ہیں۔

"یوم الحج الاکبر"

دن ہے تو دن بخدا یہی عرفات کا دن
مغفرت سے ہے گناہوں کی ملاقات کا دن
ذرّہ ذرّہ سے ندا آتی ہے اس میدان کے
حاجیو! آؤ کہ یہ دن ہے مناجات کا دن
نیک و بد دوڑے چلے آئے ہیں اس دن میں کہ ہے
رحمتِ عام کہ اعلانِ مساوات کا دن
عالمِ گریہ کے ساون کی جھڑی کا عالم
کوئی موسم ہو یہ دن رہتا ہے برسات کا دن
آج بخشیں گے جسے کوئی بھی بخشے نہ کبھی
اللہ اللہ رے الطاف و عنایات کا دن
درِ فیاض پہ میلا ہے لگا منگتوں کا
نامِ محبوب پہ ہے صدقہ و خیرات کا دن
لب پہ لبیک ہو سیدؔ تو پڑھوں دل میں درود
اکبری حج ہے تحیات کا صلوٰت کا دن

https://www.ashrafia.net

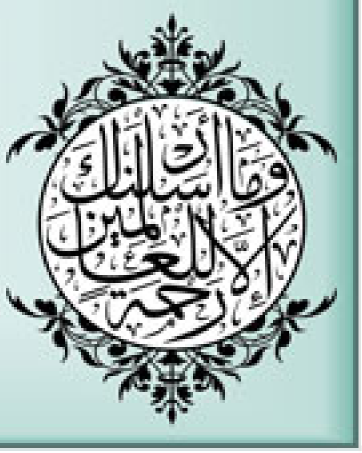

••• سیرتِ طیبہ کا امتیازی پہلو •••

”بچوں پر شفقت اور اُن سے محبت“

جناب پروفیسر امیر الدین مہر صاحب

نبی رحمت ﷺ نے بچوں کے حقوق اور ان سے برتاؤ کے آداب اپنے قول و عمل سے بیان فرمائے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ، سیرتِ طیبہ اور احادیثِ مبارکہ کو یاد رکھا اور آنے والی نسلوں تک پہنچایا اور اُن پر عمل کر کے دکھایا آپ کی سیرتِ طیبہ میں بچوں پر شفقت کے بہت سے واقعات ہیں چند واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جیسے ہی سفر سے آتے سب سے پہلے بچوں سے ملتے۔ وہ کہتے ہیں کہ: آپ ﷺ ایک مرتبہ سفر سے تشریف لائے تو سب سے پہلے مجھے آپ ﷺ کی طرف بڑھایا گیا تو مجھے سواری پر آگے بٹھالیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں میں سے ایک کو آگے بڑھایا تو انہیں اپنے پیچھے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم تینوں ایک سواری پر مدینہ میں داخل ہوئے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو بچہ آپ کا پہلے استقبال کرتا آپ ﷺ اسے اپنے آگے بٹھا لیتے چنانچہ میں (عبد اللہ) پہلے سامنے آیا تو مجھے آگے بٹھالیا پھر حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سامنے آئے تو انہیں اپنے پیچھے بٹھایا پس ہم مدینے میں اسی حالت میں داخل ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کی بچوں پر شفقت کے واقعات میں زیادہ تر آپ ﷺ کی اولاد جیسے حضرت ابراہیم اور بیٹیاں یا آپ ﷺ کی اولاد کی اولاد جیسے حضرت زینب اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد، حضرت جعفر کے بیٹے، حضرت زید کے بیٹے اُسامہ، حضرت عباس کے بیٹے، حضرت عمر کے بیٹے اور حضرت زینب کی بیٹی امامہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تذکرے کثرت سے ملتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو بچوں سے کتنی محبت تھی اور خود بچوں کو آپ ﷺ سے کتنی بے تکلفی اور محبت تھی۔ ان ناموں کے علاوہ انصارِ مدینہ کے بچوں اور مہاجروں کی اولاد اور دیگر بچوں کے تذکرے بھی احادیث میں آئے ہیں نیز غزوات میں سرایا اور جہاد کے مواقع پر مشرکین، یہود و نصاریٰ کی اولاد کا بیان بھی موجود ہے۔ ان روایات میں بچوں سے شفقت اور ان سے پیار و محبت کرنے والے ان کی پرورش اور اخلاقی تربیت دینے اور انہیں زندگی کے عملی میدان میں

https://www.ashrafia.net

آگے بڑھانے کے تذکرے بھی ملتے ہیں۔ بچوں سے شفقت ان کی تربیت، تعلیم اوران سے برتاؤ کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ کریں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''میں نے نبی اکرم ﷺ کی دس سال خدمت کی اور اس دوران آپ ﷺ نے مجھے نہ اُف فرمایا اور نہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا اور نہ کہا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا؟''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کئی سال رہا آپ ﷺ نے نہ تو مجھے کبھی مارا اور نہ ہی ڈانٹا ڈپٹا اور نہ ہی چہرے پر ناراضی ظاہر کی جب مجھے کسی کام کا حکم دیا اور میں نے اس میں سستی کی تو میری اس پر گرفت نہیں کی اگر آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے کوئی مجھے ڈانٹتا تو فرماتے: ''اسے چھوڑ دو کیوں کہ اگر تقدیر میں لکھا ہوتا تو یہ ہو جاتا''۔

ان روایات سے یہ نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔ بچوں کی تعلیم و تربیت میں بچوں کے مزاج اور رجحان اور ان کے نفسیاتی اصولوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

۲۔ آپ ﷺ کو بچوں سے بہت پیار تھا اور بچوں کو بھی آپ کی رحیمانہ طبیعت کی وجہ سے آپ ﷺ سے محبت تھی۔ آپ ﷺ دنیا کے جنرلوں، سرداروں اور بادشاہوں کی طرح نہیں تھے کہ آپ ﷺ کے سامنے کسی کو نہ آنے دیا جائے۔

۳۔ آپ ﷺ بچوں سے بھی اصولی تعلیم اور مساوات کا لحاظ رکھتے تھے جو پہلے آیا اسے اپنے آگے بٹھایا اور جو بعد میں آیا اسے اپنے پیچھے بٹھا دیا تاکہ بچوں میں فرق و امتیاز کا خیال نہ آئے اور مساوات کا سبق ملے۔

۴۔ آپ کا معمول یہی تھا کہ مدینے میں داخل ہوتے وقت بچوں کو سلام کرتے اور بعض کو اپنی سواری پر بٹھا لیتے۔

۵۔ اسی شفقت و رحمت کی وجہ سے بعض اوقات بچے مدینے سے باہر نکل کر آپ ﷺ کا استقبال کرنے کے لیے منتظر رہتے تھے۔

۶۔ بچوں کو ہر وقت چھوٹی چھوٹی باتوں پر مارنا درست نہیں عام طور پر مارنے سے اصلاح نہیں ہوتی بلکہ بچوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے جو آخر کار نقصان دہ ہوتی ہے۔

۷۔ بچوں کو نماز باجماعت کے لیے مسجد میں لے جانا چاہیے۔

۸۔ بچوں کی خوبیوں کی تعریف کرنا، ہمت بڑھانا اور شاباش دینا چاہیے۔

۹۔ بچوں کے سامنے جھوٹ بولنا، گالی دینا غلط ہے اس سے بچنا چاہیے۔

۱۰۔ اساتذہ، والدین اور رشتے داروں کو چاہیے کہ بچوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کریں۔

۱۱۔ کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کرنی ہوں یا دینی ہوں تو پہلے بچوں کو دی جائیں۔

یہ تعلیمات بچوں پر شفقت، ان کی تربیت اور کردار سازی کے حوالے سے بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔

https://www.ashrafia.net

تاریخ

اسلامی سنِ ہجری کا متبرک مہینہ..."ذی الحجہ"

ادارہ

قمری سال کا یہ آخری مہینہ ہے۔عیدالاضحیٰ یا بقرہ عید اس ماہ کی دس تاریخ کو منائی جاتی ہے۔عام مسلمان اس دن عیدالفطر کی طرح اپنی اپنی بساط کے مطابق عمدہ لباس پہن کر عیدگاہ میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔یہ نماز بھی عیدالفطر کی طرح ہوتی ہے اور اس میں بھی اسی انداز سے خوشی منائی جاتی ہے جیسے عیدالفطر میں لیکن سنت ابراہیمی کی یاد میں مسلمان جانور قربان کرتے ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دے رہا ہے کہ اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کرو۔آپ علیہ السلام نے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے تذکرہ کیا تو وہ قربانی کے لیے تیار ہوگئے۔منیٰ میں انہوں نے اپنے بیٹے کو زمین پر لٹا کر جب چھری پھیری تو آواز آئی اے ابراہیم علیہ السلام ہم نے تمہاری قربانی قبول کی۔تم اپنے بیٹے کے بجائے دُنبہ کو قربان کرو۔

ذی الحجہ کے مہینے میں ہی اسلام کے اہم رکن "حج" کی ادائیگی ہوتی ہے۔سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ.

ترجمہ: "اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہ ہے"۔(پارہ:۴،سورۂ آلِ عمران،آیت:۹۷)

حج کے ایام ۸/ذی الحجہ سے شروع ہوتے ہیں اور ۱۲/ذی الحجہ کو ختم ہوجاتے ہیں۔عمرہ یا حج کی نیت کرنے کے بعد ایک خاص لباس پہنا جاتا ہے جسے "احرام" کہتے ہیں۔اسلام میں حج ۹ ھ میں فرض ہوا۔اسی سال حضور سیدِ عالم ﷺ نے مسلمانوں کے پہلے خلیفہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام کے ساتھ امیر الحج مقرر کر کے مکہ معظمہ روانہ کیا۔اس دوران حج کے متعلق سورۃ توبہ کی ابتدائی ۴۰/آیات نازل ہوئیں۔مدینے کے سلطان سرورِ ذیشان ﷺ نے مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ مولائے کائنات امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو فوراً مکہ معظمہ روانہ کیا۔جنھوں نے ۴۰/آیات مع ان احکام کے حاجیوں کے مجمع عام میں پڑھ کر سنائیں تو سورۃ توبہ کی ۲۸ویں آیت میں ہے:

https://www.ashrafia.net

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کردے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ علم وحکمت والا ہے''۔

(پارہ:۱۰، سورۃ التوبہ، آیت:۲۸)

۱۰ھ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فریضہ حج ادا فرمایا۔ یہی وہ مشہور حج ہے جسے ہم ''حجۃ الوداع'' بھی کہتے ہیں۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں مشہور خطبہ دیا، جسے ''منشورِ انسانیت'' یا ''دستورِ اسلام'' کہا جاتا ہے۔

چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

''لوگو! جیسا کہ یہ دن اور مہینہ حرمت والا ہے اسی طرح ایک دوسرے کے جان ومال تم پر حرام ہے۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں عزت دار وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار اور پرہیزگار ہو، اس لیے کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں، اسی طرح کسی کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے''۔

''اے لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ امانتیں ان کے مالکوں کے سپرد کرنی چاہیے۔ دوسروں پر ظلم نہ کرو تا کہ تم پر بھی ظلم نہ کیا جائے، سود حرام ہے شیطان کے مکر سے بچتے رہو''۔

''اے لوگو! عورتوں کا تم پر حق ہے کہ ان کے ساتھ بھلائی کرو۔ خبردار! تم میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا''۔

''لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی اور اُمت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو پنجگانہ نماز ادا کرو، رمضان کے مہینے میں روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ خوش دلی سے ادا کرو، اپنے رب کے گھر کا حج کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو گے تو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اپنے غلاموں کو بھی وہی کھلاؤ اور وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو اور کھاتے ہو''۔

پھر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف تین مرتبہ چہرہ کرکے فرمایا: ''اے پروردگار! گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام لوگوں تک پہنچادیا''۔

سب نے اس پر بلند آواز سے کہا: ''ہاں بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا پیغام پہنچادیا''۔

حضور معلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم بھی دی۔ میدان عرفات میں جو آخری خطبہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا وہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار عقیدت مندوں اور فرمانبرداروں کا مجمع سننے کے ہمہ تن گوش تھا۔

✷.....✷.....✷

https://www.ashrafia.net

"حج" احادیث کی روشنی میں...

جناب ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: ''اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا لہٰذا حج کرو''۔

ایک شخص نے عرض کی کہ: یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے سکوت فرمایا، یہ اس شخص نے تین مرتبہ یہی کلمہ دہرایا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہوجاتا اور تم سے نہ ہوسکتا''۔

پھر فرمایا کہ: ''جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو، اگلے لوگ کثرت سوال اور پھر انبیاء کی مخالفت سے ہلاک ہوئے، لہٰذا جب تک میں کسی بات کا حکم نہ دوں تو جہاں تک ہوسکے اُسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کردوں تو اسے چھوڑ دو''۔ (صحیح مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کہ کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا'' عرض کی گئی اس کے بعد فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا'' عرض کی گئی پھر کیا، فرمایا: ''حج''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ''جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہوکر ایسا لوٹا جیسے کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا''۔ (بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''عمرہ سے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو کہ درمیان میں ہوئے اور حج کا ثواب جنت ہی ہے''۔ (بحوالہ ایضاً)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حج ان گناہوں کو دفع کردیتا ہے جو پیشتر ہوئے''۔
(مسلم شریف ابن خزیمہ)

ابن ماجہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ حضور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ حج کمزوروں کے لیے جہاد ہے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ابن ماجہ نے روایت کی کہ: میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ عورتوں پر جہاد ہے؟

فرمایا: ''ہاں! ان پر وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں حج وعمرہ'' اور ان ہی سے مروی ہے فرمایا: ''تمہارا حج جہاد ہے''

(بہار شریعت جلد اول:۵۴۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو دور کرتی ہے اور حج کا ثواب جنت ہی ہے''۔

(ترمذی شریف، ابن خزیمہ وابن حبان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''رمضان میں عمرہ کرنا ایسا ہے جیسے میرے ساتھ حج کیا''۔(بخاری ومسلم وابوداؤد وسنن نسائی وابن ماجہ)

بزاز نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا''۔(بہار شریعت، حصہ: ششم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو خانہ کعبہ کے قصد سے آیا اور اونٹ پر سوار ہوا جو قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھتا ہے خطا مٹاتا ہے اور درجہ بلند فرماتا ہے یہاں تک کہ جب کعبہ معظمہ کے پاس پہنچا اور طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر سر منڈوایا یا بال کتروائے تو گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا''۔(بیہقی شریف)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف ابن خزیمہ حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی''۔

عرض کی گئی کہ: حرم شریف کی نیکیوں کی تعداد کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا: ''ہر نیکی لاکھ نیکی ہے''۔

تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ہوئیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کے لیے استغفار کرے اس کی بھی''۔(بزاز وطبرانی)

طبرانی اوسط میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی: ''اے اللہ! جب تیرے بندے تیرے گھر کی زیارت کو آئیں تو انہیں تو کیا عطا فرمائے گا''۔

فرمایا: ''ہر زائر کا اس پر حق ہے جس کی زیارت کو جائے ان کا مجھ پر حق ہے کہ دنیا میں انہیں عافیت دوں گا اور جب مجھ سے ملیں گے تو ان کی مغفرت فرمادوں گا''۔(طبرانی، بہار شریعت)

https://www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

قربانی کے مسائل

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: کیا قربانی کا چاند نظر آنے کے بعد بال کٹوانا اور ناخن ترشوانا منع ہے؟ اگر کسی نے ناخن تراشوالیا یا بال کٹوالیا تو اس کی قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: حدیث مبارکہ میں تو یہی ہے کہ جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد وہ نہ بال کٹوائے اور نہ ناخن ترشوائے حدیث شریف میں ہے کہ

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ فَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَقْرَبَنَّ لَهٗ شَعْرًا وَلَا ظُفْرًا ۔ (سنن ابن ماجہ، ۲/۲۲)

یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو تم میں سے ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور اسے قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ نہ بال کاٹے نہ ناخن، مگر چاند دیکھ کر بال نہ کٹوانا اور ناخن نہ ترشوانا صرف مستحب ہے، واجب نہیں لہٰذا اگر کسی نے بال کٹوالیے یا ناخن ترشوالیے تو خلاف مستحب کیا لیکن اس کی قربانی میں کچھ کمی نہیں ہوگی‘‘۔

سوال: قربانی کس کس پر واجب ہے؟

جواب: ہر وہ مسلمان جو آزاد، بالغ مقیم اور حاجت اصلیہ سے زائد ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا سونا چاندی کے زیورات ہوں یا حاجت سے زائد اضافی مال یا مالِ تجارت ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

سوال: کیا عورتوں پر بھی قربانی واجب ہے؟

جواب: اگر عورتوں کے پاس سونا چاندی کے زیورات ہوں یا حاجت سے زائد سامان جہیز جس کی قیمت مذکورہ نصاب کو پہنچتی ہو تو دیگر شرائط کے ساتھ عورتوں پر بھی قربانی واجب ہے۔

بہار شریعت میں ہے: ’’قربانی عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے‘‘۔ (۳/۳۳۲)

سوال: جس پر قربانی واجب ہو کیا ہر سال اسے اپنے نام سے قربانی کرنا ضروری ہے؟ اگر ایک سال اپنے نام سے قربانی کر چکا ہے اور دوسرے سال اپنے لڑکے یا بیوی کے نام سے کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شخص مذکور ہر سال ایام قربانی میں مالک نصاب

https://www.ashrafia.net

رہتا ہے تو دیگر شرائط کے ساتھ اس پر ہر سال قربانی واجب ہے، صرف ایک سال اپنے نام سے قربانی کر لینا ہر سال کی طرف سے کافی نہ ہوگا یونہی اپنے نام سے نہ کرکے اپنے لڑکے یا بیوی کے نام سے قربانی کر لینے سے وہ شخص بری الذمہ نہ ہوگا اگرچہ جن کے نام سے کرے گا اس کی طرف سے نفلی قربانی درست ہوجائے گی۔

صدر الشریعہ مفتی امجدی علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں: جس پر قربانی واجب ہے اس کو خود اپنے نام سے قربانی کرنی چاہیے، لڑکے یا زوجہ کی طرف سے کرے گا تو واجب ساقط نہ ہوگا۔

(فتاوی امجدیہ، ۳/ ۳۱۵)

سوال: اگر ایک گھر میں چند افراد ہوں اور بھی مالک نصاب ہوں تو سب پر قربانی واجب ہے یا صرف گھر کے مالک پر؟ اگر صرف گھر کا مالک قربانی کرلے تو کیا سب کی طرف سے قربانی ادا ہوگی؟

جواب: اگر واقعی گھر کے بھی افراد مالک نصاب ہیں تو سب پر قربانی واجب ہے۔ محض مالک مکان کے قربانی کر لینے سے سب کی جانب سے قربانی ادا نہ ہوگی بلکہ سب کے سب جدا جدا قربانی کریں۔

امام احمد رضا خاں قدس سرہ فرماتے ہیں: ”ایک قربانی نہ سب کی طرف سے ہو سکتی ہے نہ سوائے مالک نصاب کے کسی اور پر واجب ہے اگر اس کی بالغ اولاد میں کوئی خود صاحب نصاب ہو تو وہ اپنی قربانی جدا کرے یونہی زکوۃ جس جس پر واجب ہے یہ الگ الگ دیں ایک کی زکوۃ سب کی طرف سے نہیں ہوسکتی۔ (فتاوی رضویہ، ج:۸، ص: ۳۹۲)

سوال: قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں جسے ”ایام نحر“ کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

قربانی یوم نحر تک یعنی دسویں سے بارہویں تک جائز ہے۔ آخر ایام تشریق تک کہ تیرہویں ہے جائز نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ۸/ ۳۸۶)

ان دنوں میں سب سے افضل دسویں پھر گیارہویں پھر بارہویں ہے نیز شہر میں قربانی کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہاں نماز عید ہو جائے، نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہوسکتی اور دیہات میں طلوع آفتاب کے بعد قربانی کرنا افضل ہے۔

ضروری تنبیہ:

آج کل نام نہاد اہل حدیث غیر مقلدین قربانی کے ایام تین دن کے بجائے چار دن یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ بتاتے ہیں جو سراسر نفس پرستی اور گمراہی ہے سنی حنفی بریلوی مسلمان ہرگز اس کی طرف توجہ نہ دیں۔

سوال: قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے؟

جواب: قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا ضروری ہے، اگر تھوڑا عیب ہو تو قربانی ہوجائے گی مگر مکروہ ہوگی اور اگر زیادہ

https://www.ashrafia.net

عیب ہوتو ہوگی ہی نہیں اور مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ، خوبصورت اور بڑا ہو، حدیث شریف میں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ الضَّحَايَا إِلَى اللّٰهِ أَغْلَاهَا وَاسْتَمَنُهَا۔ (سنن کبری ۹/۲۰۲)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ قربانی وہ ہے جو زیادہ مہنگی اور زیادہ فربہ (موٹا) ہو''۔

سوال: کیا خصی جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے جانور کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دو مینڈھوں کی قربانی کی ان کے خصیے نکالے ہوئے تھے یعنی وہ دونوں جانور خصی تھے فتاویٰ امجدیہ میں ہے: خصی کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے حدیث میں ہے:

ذبح النبی ﷺ کبشین اقرنین موجوئین۔

سوال: وہ مادہ جانور جو بانجھ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مادہ جانوروں میں بانجھ ہونا عیب نہیں ہے اسی وجہ سے فقہائے کرام نے اسے جانوروں کے عیوب میں شمار نہ فرمایا لہٰذا بانجھ جانوروں کی قربانی جائز ہے جب کہ کوئی اور وجہ مانع نہ ہو۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ بانجھ بکری کی قربانی جائز ہے کہ وہ خصی کے مثل ہے اسی لیے فقہائے کرام نے اسے قربانی کے جانوروں میں عیوب نہیں شمار فرمایا۔

(فتاوی فیض الرسول، ج،۲،ص،۴۶۱)

سوال: جس جانور کے پیدائشی کان یا دُم نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بلاشبہ ایسے جانور کی قربانی جائز و درست ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: جس جانور کی اصل پیدائش میں کان اور دم نہ ہو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس کی قربانی جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج:۸،ص:۴۷۰)

سوال: بھینگا، اندھا، کانا و لنگڑے جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب: بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے البتہ اندھے جانور کی قربانی ناجائز ہے۔ بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے، اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کانا جس کا کانا پن، لنگڑا جانور کا لنگ ظاہر ہو اس کی بھی قربانی جائز نہیں۔ (بہار شریعت ۳۴۱/ ۳)

سوال: کن کن جانوروں کی قربانی ہوسکتی ہے اور ان کی عمر کیا ہونی چاہیے؟

جواب: اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ اور دنبہ نر ہوں یا مادہ ان سب کی قربانی ہوسکتی ہے، نیز اونٹ کی عمر کم از کم پانچ سال گائے، بھینس کی دو سال اور بکری یا بکرا کی ایک سال ہونی چاہیے، ان جانوروں کی عمر اس سے کم ہو تو قربانی نہ ہوگی اگرچہ ایک ہی دن کیوں نہ ہو اور مذکورہ عمروں سے زیادہ ہونا افضل ہے، البتہ بھیڑ اور دنبہ کی عمر کامل ایک سال ہونا ضروری نہیں یہاں تک کہ چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(ملخصاً، بہار شریعت، ۳۴۰،۳۳۹/ ۳)

https://www.ashrafia.net

سوال: قربانی کا بکرا سال بھر کا ہے مگر ابھی دانت نہیں نکلا تو اس کی قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر بکرا واقعی سال بھر کا ہے تو اس کی قربانی بلاشبہ جائز ہے اگرچہ ابھی دانت نہ نکلے ہوں کہ قربانی کے لیے بکرا یا بکری کی عمر سال بھر ہونا ضروری ہے، دانت نکلنا ضروری نہیں حدیث شریف میں ہے: ضحوا بالثنایا۔ (ہدایہ آخرین، ۴۳۳)
یعنی سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: ’’ثنایا کی قربانی کرو اور ثنایا ایک سالہ بکری یا ایک سالہ بکرا کو کہتے ہیں فتاوی شامی میں ہے۔ (اسی میں ہے: بکرا بکری ایک سال سے کم کا قربانی میں ہرگز جائز نہیں) (فتاوی رضویہ، ۴۴۲)

سوال: کس جانور میں کتنے لوگ شریک ہوسکتے ہیں؟

جواب: اونٹ، گائے اور بھینس میں زیادہ سے زیادہ سات لوگ شریک ہوسکتے ہیں اور بھیڑ و دنبہ اور بکری صرف ایک شخص کی طرف سے ہوسکتی ہے، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: گائے یا اونٹ میں دو سے سات تک شریک ہوسکتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ کسی طرح باہم حصہ کریں جب کہ ایک حصہ سے کم نہ ہو جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، ۸/ ۴۶۸)

سوال: کسی جانور میں بد مذہب بھی شریک ہو تو قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچی ہو اگر ایسا بد مذہب شریک ہو تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی کتب فقہ میں مصرح ہے کہ اگر کوئی شریک نصرانی ہو تو کسی کی طرف سے قربانی صحیح نہیں ہوتی۔
در مختار میں ہے: ان کان شریك الستة نصرانیا لم یجز عن واحد۔ (۹/۴۷۲)

سوال: مرحومین کے نام کی قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب: مرحوم ماں باپ یا اساتذہ کرام یا اولیائے عظام وغیرہم کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے۔
فقیہ اعظم مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام اور دیگر اموات مسلمین کی طرف سے قربانی جائز ہے خود حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور فرمایا: عمن لم یضح من امتی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور اقدس ﷺ کی طرف سے قربانی کی۔ (فتاوی امجدیہ، ج:۳، ص:۳۲۴)

سوال: شرکا کے درمیان قربانی کا گوشت اندازہ سے تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر شرکا نے کسی کو گوشت تقسیم کرنے کا وکیل بنا دیا ہو تو وکیل کو اختیار ہے وہ چاہے گوشت وزن کر کے تقسیم کرے یا اندازے سے دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر شرکا نے کسی کو گوشت کی تقسیم کا وکیل نہ بنایا ہو تو ان کا اپنے درمیان قربانی کا گوشت اندازہ سے تقسیم کرنا شرعاً جائز نہیں بلکہ انہیں چاہیے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کریں تا کہ کسی کو کم زیادہ نہ ملے اس معاملے میں شرکا کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اگر کسی کو زائد چلا گیا تو معاف کر دیں گے کیونکہ یہ حق شرع ہے جو کسی کو معاف کرنے کا اختیار نہیں۔

https://www.ashrafia.net

بہار شریعت میں ہے: شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضرور ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم وبیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لیے جائز کردے گا کہہ دے گا کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا ہے تو معاف کیا۔

سوال: قربانی کی کھال مسجد یا مدرسہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسجد و مدرسہ بھی کار خیر ہیں لہٰذا یہاں بھی دینا جائز ہے، فقیہ اعظم مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: چرم قربانی کو کار خیر میں صرف کرنا جائز ہے، دینی مدرسہ بھی امور خیر سے ہے اس میں بھی صرف کر سکتے ہیں مسجد میں بھی صرف کرنا جائز ہے۔ (فتاوی امجدیہ، ۳۰/۳۲۶)

سوال: قربانی کا گوشت قصاب یا ذبح کرنے والے کو دینا کیسا ہے؟

جواب: قصاب کو ذبح کرنے کی اجرت میں گوشت یا چمڑا دینا جائز نہیں ہاں دیگر مسلمان احباب کی طرح اسے بھی بلا اجرت دینے میں حرج نہیں، بعض مقامات پر قربانی کا چمڑا مسجد کے امام کو دیتے ہیں اگر تنخواہ میں نہ دیا جائے بلکہ بطور مدد کے دیں تو حرج نہیں۔

بہار شریعت میں ہے: قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے، قصاب کو اجرت میں نہیں دیا بلکہ جیسے دوسرے مسلمان کو دیتا ہے اس کو بھی دیا اور اجرت اپنے پاس سے دوسری چیز دے گا تو جائز ہے۔ (بہار شریعت، ج:۳، ص:۳۴۷،۳۴۶)

سوال: قربانی کا جانور چوری ہوگیا یا گم ہوگیا اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا گیا پھر پہلا جانور مل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: مالک نصاب کو اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے جس ایک کی چاہے قربانی کردے اور فقیر پر لازم ہے کہ دونوں جانور کی قربانی کرے، درمختار میں ہے:

وضلت او سرقت فشری أخری فظهرت فعلی الغنی احدهما وعلی الفقیر کلاهما۔ (ج:۹، ص:۴۷۱)

ہاں مالک نصاب نے اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو اگرچہ اس کی قیمت دوسرے جانور سے کم ہو کچھ حرج نہیں اور اگر دوسرے جانور کی قربانی کی اور اس کی قیمت پہلے سے کم تھی تو جتنی کمی ہے اتنی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر دونوں کی قربانی کردی تو کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں۔ (بہار شریعت، ج:۳، ص:۳۴۲)

سوال: قربانی کا جانور مر گیا تو کیا دوسرے جانور کی قربانی کرنا ضروری ہے؟

جواب: مالدار (مالک نصاب) پر دوسرے جانور کی قربانی لازم ہے اور فقیر پر دوسرا جانور قربان کرنا کچھ ضروری نہیں۔

درمختار میں ہے: لو ماتت فعلی الغنی غیرها لا الفقیر۔

(در مختار، ج:۹، ص:۴۷۱)

https://www.ashrafia.net

اسلاف کی عظمتوں اور خاندانی شرافتوں کے امین

کتاب ''حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ اہل علم کی نظر میں'' سے اقتباس...

حضرت علامہ مفتی محمد محب اللہ نوری مدظلہ العالی

حضرت اشرف المشائخ سید احمد اشرف صاحب قدس سرہ العزیز کا شمار اپنے وقت کے جلیل القدر مشائخ میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گوناگوں ظاہری و باطنی کمالات واوصافِ حمیدہ سے متصف فرمایا تھا۔ آپ "زادہ اللہ بسطۃ فی العلم و الجسم" کے صحیح مصداق ہیں۔ وجاہت ونورانیت کا یہ عالم کہ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ اب سن تو ٹھیک طرح سے یاد نہیں غالباً ۱۹۶۸ء یا ۱۹۶۹ء کا کوئی مہینہ تھا۔ آپ بصیر پور تشریف لائے تھے، والد گرامی حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ العزیز چونکہ آپ حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے، اس نسبت سے اشرفی خاندان سے تعلق تھا اور غالباً اسی وجہ سے حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ بھی حضرت والدِ گرامی سے بہت محبت فرماتے۔ جب کبھی پاک پتن شریف حاضری دیتے تو واپسی پر بصیر پور ضرور تشریف لاتے۔ بالعموم عصر کے قریب پہنچنے والی ٹرین کے ذریعے بصیر پور آمد ہوتی۔ اس موقع پر حضرت سیدی فقیہ اعظم، ادارہ کے اساتذہ وطلبہ کے جمِ غفیر کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پر آپ کا استقبال کرتے۔ بڑا ایمان افروز منظر ہوتا۔ کبھی حضرت پیشگی اطلاع کے بغیر ہی تشریف لے آتے اکثر رات بصیر پور ہی میں قیام فرماتے اور یوں طلبہ کو آپ کی زیارت کے ساتھ ساتھ آپ کی شب خیزی عبادات کی برکات اور دعاؤں سے مستفیض ہونے کا زیادہ موقع میسر آتا۔ بصیر پور تشریف آوری کے موقع پر طلبہ کے علاوہ عوام بھی کثیر تعداد میں آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے، بعض لوگوں کو آپ تعویذ بھی عنایت فرماتے۔

ایک بار حضرت مولانا امین الحسنات سید خلیل احمد صاحب قادری (جو آپ کے ہم سفر تھے) اور حضرت فقیہ اعظم (علیہما الرحمہ) کی سفارش پر ایک طالب علم کو جن اتارنے کا عمل عنایت فرمایا اور ضروری ہدایات دیں۔ اس موقع پر ایک طالب علم بشیر احمد وٹو نے آپ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

پہلی بار ۱۹۶۹ء میں والد گرامی کی معیت میں درگاہ عالیہ اشرفیہ کراچی حاضری ہوئی۔ حضرت نے والد صاحب قبلہ کو کھانے کی دعوت دی تھی۔ اس موقع پر آپ نے لنگر کا خصوصی اہتمام

https://www.ashrafia.net

فرمایا اور بہت تکلف فرمایا۔احقر کو اپنی خاص شفقتوں اور دعاؤں سے نوازا اور خصوصی طور پر درگاہ شریف کو کھلوایا اور مزارِ اقدس پر فاتحہ کے لیے ہمارے ساتھ تشریف لے گئے حضرت سیدی داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کے موقع پر کئی بار آپ کی زیارت و ملاقات ہوئی۔ اکثر آپ کی صدارت ہوتی اور مہمانانِ خصوصی میں احقر کا نام بھی شامل ہوتا۔

حسب ونسب کے اعتبار سے آپ کو اعلیٰ نسبتیں حاصل تھیں مزید براں آپ کی زبانی کئی مرتبہ سنا کہ آپ کو ایک جن صحابی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے یوں آپ ایک لحاظ سے تابعی ٹھہرے۔آپ کے دور میں اکابر علماء و مشائخ بکثرت موجود تھے جن کا احاطہ مشکل ہے، تاہم چند اسماء گرامی پیش کیے جاتے ہیں:

حسب ونسب کے اعتبار سے آپ کو اعلیٰ نسبتیں حاصل تھیں۔مزید براں آپ کی زبانی کئی مرتبہ سنا کہ آپ کو ایک جن صحابی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے یوں آپ ایک لحاظ سے تابعی ٹھہرے

☆ مفتی اعظم حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ

☆ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت خواجہ غلام محی الدین المعروف بابو جی گولڑہ شریف

☆ حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

☆ پیرِ طریقت میاں علی محمد بسی شریف (پاک پتن شریف)

☆ حضرت علامہ سید محمد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت مولانا امین الحسنات خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت فقیہ اعظم ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

علماء و مشائخ آپ سے بہت ادب و احترام کے ساتھ ملتے اور آپ بھی علماء کی بہت عزت افزائی فرماتے اور علماء کے لیے رطب اللسان رہتے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کی تدریسی، تصنیفی اور ملی خدمات کو بہت سراہتے، دعائیں دیتے اور حوصلہ افزائی فرماتے۔آپ بہت خلیق اور ملنسار تھے۔آپ کی بارگاہ میں حاضری دینے والا دور سے دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا مگر قریب آنے پر حضرت کی شفقتوں کو دیکھ کر آپ کے دامِ محبت کا اسیر ہو جاتا۔ بصیر پور تشریف لاتے تو طلبہ کے ساتھ بہت شفقت فرماتے۔آپ کی حیاتِ مبارکہ، تقویٰ اور توکل علی اللہ سے عبارت تھی، ہمیشہ باوضو رہتے، ذکر وفکر مراقبہ اور اوراد و وظائف سے خاص شغف تھا۔

احقر کو آپ نے حزب البحر، دلائل الخیرات وغیرہ اوراد و وظائف کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ بہت نفیس طبع تھے، درگاہِ عالیہ میں صاف ستھرا ماحول، سادہ لباس، خوشبو کا عمدہ ذوق تھا۔پہلی بار جب آپ بصیر پور تشریف لائے تو ان کے پاس سبز رنگ کی بڑی دانوں والی تسبیح تھی جو آپ کی نفاست پسندی کی آئینہ دار تھی، آپ نے وہ تسبیح

https://www.ashrafia.net

مدینہ منورہ سے خریدی تھی۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ العزیز آج کل کے بے علم اور بے عمل، نام نہاد مشائخ کی طرح نہیں تھے بلکہ وہ اسلاف کی عظمتوں اور خاندانی شرافتوں کے امین تھے۔ وہ صاحبِ علم وعمل تھے اور اہلِ علم کی قدر کرتے اتباعِ شریعت کا درس دیتے تھے، ان کے ہاں شریعت کے بغیر طریقت کا کوئی تصور نہ تھا۔

آپ کو تصنیف و تالیف سے بھی رغبت تھی، ماہنامہ "الاشرف" کی باقاعدہ اشاعت اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس میں آپ کے ملفوظات، راہِ طریقت کے لیے کے شائق کے لیے خضرِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تحریر کے علاوہ خانقاہی نظام کو بھی باحسن انداز چلایا تبلیغی واصلاحی دورے فرمائے اور یوں آپ نے تبلیغِ دین کا مؤثر فریضہ سرانجام دیا۔

> حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ آج کل کے بے علم اور بے عمل، نام نہاد مشائخ کی طرح نہیں تھے بلکہ وہ اسلاف کی عظمتوں اور خاندانی شرافتوں کے امین تھے۔

آپ لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی فرماتے، احقر کی کتاب "سفرِ محبت" پر آپ نے جن تاثرات سے نوازا، وہ خردہ نوازی اور حوصلہ افزائی کی عمدہ مثال ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا:

"گزشتہ سال حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کے عرس مبارک کے موقع پر عزیزم مخدوم زادہ سید محمد اشرف جیلانی حاضر ہوئے تھے، آپ نے اپنا مبارک سفر نامہ عنایت فرمایا تھا۔ انہوں نے بقیہ سفر میں زیرِ مطالعہ رکھا اور واپسی پر بہت تعریف کے ساتھ مجھے دیا۔ عدیم الفرصتی کی بنا پر ایک نشست میں مکمل نہیں پڑھ سکا لیکن جب بھی موقع ملا، مطالعہ شروع کر دیا۔ اس سے قبل بہت سے سفر نامے زیرِ مطالعہ رہے لیکن آپ کا سفر نامہ بہت منفرد ہے دورانِ مطالعہ جس جس بارگاہ کا تذکرہ آیا معلوم ہوتا تھا کہ خود حاضری کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ مستند حوالوں کی وجہ سے یہ سفر نامہ ایک تاریخی کتاب کی حیثیت اختیار کر گیا، اب اس کو تذکرۃ الاولیاء کہوں یا تصوف کی جامع کتاب کہوں، کیوں کہ یہ صوفیائے کرام کے اقوال سے بھی مزین ہے۔ جس میں تصوف کے مبتدی کے لیے بہترین رہنمائی ہے۔ ناقدین کے لیے بھی مشکل ہے کیونکہ آپ نے جس کا تذکرہ کیا ہے اس کے متعلق جتنی تحقیقات تھیں مع حوالہ نقل کر دی ہیں۔ اختصار اور مبالغہ کے درمیان ایک ایسی تحریر جس نے کتاب کو طوالت اور اختصار سے پاک کر دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سفر نامہ کی مقبولیت کا راز اس سفر محبت میں آپ کے ساتھ سلسلہ کے تمام بزرگانِ دین کی روحانیت ہے میرے نزدیک یہ اہلِ محبت کے لیے انمول تحفہ ہے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے علم میں عمل میں اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو:

خاکپائے مخدوم سمنانی

https://www.ashrafia.net

ابومحمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی
سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف، فردوس کالونی، کراچی
مکتوب محررہ: ۰۵/۰۸/۲۰۰۳

یہ امر لائقِ صد تحسین اور باعثِ طمانیت ہے کہ آپ نے اپنی اولاد بالخصوص صاحبزادہ ڈاکٹر سید محمد اشرف الجیلانی کی بہت عمدہ انداز میں تربیت فرمائی۔ دینی علوم سے آراستہ کیا اور تصوف وطریقت کی منازل سے آشنا کیا۔ بزرگوں کے معمول کے مطابق طب وحکمت سے بھی شغف پیدا کیا۔ مزید براں حضرت صاحبزادہ صاحب تقریری وتبلیغی خوبیوں سے بھی متصف ہیں۔ انہوں نے ۲۰۰۲ء میں دار العلوم کے سالانہ اجلاس اور سیدی وابی حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے عرس کی آخری نشست میں سینکڑوں علماء ومشائخ کی موجودگی میں یادگار خطاب فرمایا۔

حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ دھیمے انداز میں شائستہ گفتگو فرماتے۔ ان کی باتیں ''از دلِ خیز د بر دل ریزد'' کی آئینہ دار ہوتیں۔ الحمدللہ! آپ ہمارے ہاں کئی مرتبہ تشریف لائے اور مجھے بھی کئی بار کراچی ان کے ہاں حاضری اور ان کی شفقتیں سمیٹنے کا موقع ملا۔ مسجد نبوی شریف میں کئی بار آپ سے ملاقات ہوئی۔ آخری مرتبہ وصال سے کم وبیش ایک سال پہلے عشاء کے وقت ان کے ہاں حاضر ہوا آپ صحن میں کرسی پر تشریف فرما تھے ہمارے لیے کرسیاں منگوائی گئیں اور بڑے اصرار سے اپنے پاس بٹھایا اور ٹھنڈے مشروب سے تواضع کی ایک عزیز کو سر درد کی شکایت تھی میری درخواست پر آپ نے ایک عمل ارشاد فرمایا اور ازخود اس عمل کی اجازت مرحمت فرمائی بحمدہ تعالیٰ یہاں بصیر پور میں علماء ومشائخ خصوصاً سلسلہ اشرفیہ سے متعلق حضرات کی تشریف آوری کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ والد صاحب قبلہ کے وصال کے بعد ہمارے ہاں دو مرتبہ حضرت سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز سرکارِ کلاں کچھوچھہ شریف، دو مرتبہ حضرت صاحبزادہ سید محمد اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی اور ایک مرتبہ ہاشمی میاں تشریف لا چکے ہیں۔

مسجد نبوی شریف سے متصل ''اصطفا منزل'' کے مالک مظہر علی خان آپ کے عقیدت مند تھے۔ حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ ان کے نام پرچہ تحریر فرماتے اور یوں اصطفا منزل میں رہائش سے بہت سہولت رہتی۔ علم شریعت وطریقت کے حصول کے لیے ایسے شخص کا انتخاب کرنا چاہیے جو مجمع البحرین ہو اور شریعت وطریقت کے علوم کا ماہر ہو، بلکہ ولی ہوتا ہی وہ ہے جو شریعت کا بھی عالم ہو خواہ محنت وکوشش سے علم حاصل کرے یا ذہنی طور پر اسے عالم بنا دیا جائے۔

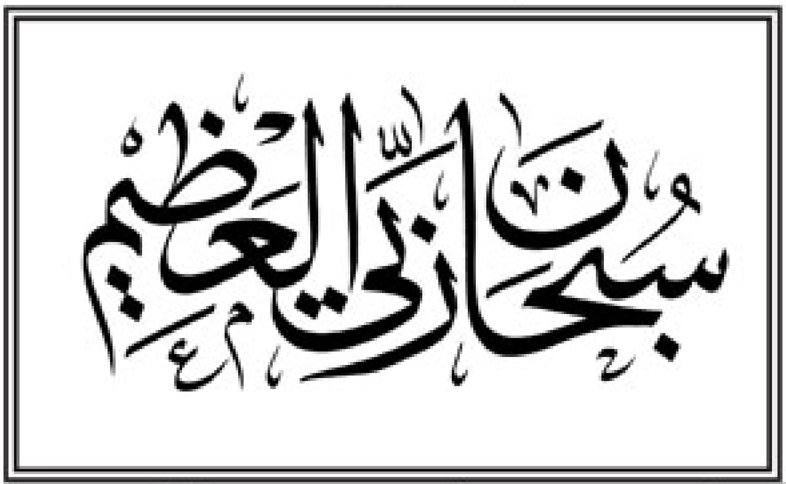

https://www.ashrafia.net

شانِ اشرف المشائخ

حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز

محترمہ سیدہ نازنین اشرف جیلانی صاحبہ

برصغیر کی روحانی و دینی تاریخ اولیائے کرام کی بے مثال خدمات سے جگمگا رہی ہے۔ انہی نفوسِ قدسیہ میں ایک درخشندہ اور باوقار نام اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جنہوں نے تصوف و طریقت کی ترویج، اصلاحِ نفس، تزکیۂ باطن اور محبتِ الٰہی کے فروغ میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

آپ کا تعلق ساداتِ جیلانیہ کے معزز اور روحانیت سے معمور خانوادے سے تھا، جو علم و عرفان کا ایک روشن مینار رہا ہے۔ اوّلیائے کرام کی ولادت محض ایک فرد کی پیدائش نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک روحانی پیغام اور آئندہ عظیم خدمات کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کی ولادت بھی ایک ایسی ہی مبارک ساعت میں ہوئی، جب خانوادۂ اشرفیہ میں ایک ایسی ہستی نے آنکھ کھولی، جسے آگے چل کر علم، حلم، تقویٰ اور روحانی فیضان کے باعث غیر معمولی مقام حاصل ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ سید محمد زین العابدین آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

”حضرت سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ اپنے وقت کے صاحبِ علم و حلم اور باکرامت بزرگ تھے“۔

یہ مختصر مگر بامعنی جملہ آپ کی علمی عظمت، اخلاقی رفعت اور روحانی مقام کا بھرپور عکاس ہے۔

آپ قطبِ ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند تھے اور ایسے خانوادے میں پرورش پائی جو صدیوں سے علم، تصوف اور اصلاحِ اُمت کا مرکز رہا ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب چالیس واسطوں کے ذریعے سے حضور سیدِ عالمین ﷺ تک پہنچتا ہے، جو آپ کی عظیم نسبی فضیلت کی روشن دلیل ہے۔ مزید برآں، آپ بانیٔ سلسلۂ اشرفیہ، حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیضان کے وارث اور اُن کے جانشین حضرت سید عبدالرزاق نور العین اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ اس طرح آپ کو نسبی و روحانی دونوں اعتبار سے ایک عظیم وراثت حاصل تھی۔

اشرف المشائخ حضرت سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ

https://www.ashrafia.net

کی ولادت ۱۷ محرم الحرام ۱۳۵۰ھ، بمطابق ۵ جون ۱۹۳۱ء بروز جمعہ، دہلی میں ہوئی۔ آپ حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی صلبی اولاد اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی روحانی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کو یہ منفرد شرف بھی حاصل تھا کہ آپ نجیب الطرفین سید تھے، یعنی آپ کا نسب دونوں طرف سے حضراتِ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جا ملتا ہے۔ یوں آپ کو نہ صرف روحانی فیضان بلکہ اعلیٰ نسبی عظمت بھی عطا ہوئی، جو آپ کی شخصیت کو مزید ممتاز بناتی ہے۔ یہ تمام اوصاف اس حقیقت کی روشن دلیل ہیں کہ اشرف المشائخ علیہ الرحمہ محض ایک بزرگ ہی نہیں بلکہ علم، عمل، نسب اور روحانیت کا ایک حسین امتزاج تھے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کی ابتدائی تعلیم نہایت مضبوط بنیادوں پر استوار کی گئی، جس میں قرآنِ مجید، علومِ دینیہ اور عربی و فارسی زبانوں پر خصوصی توجہ دی گئی۔

ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے اعلیٰ دینی علوم کے حصول کے لیے ممتاز اساتذۂ کرام سے کسبِ فیض کیا۔ آپ کی علمی استعداد ذوقِ مطالعہ اور شوقِ تحصیل علم اس قدر نمایاں تھا کہ کم عمری ہی میں آپ اپنے معاصرین میں ممتاز حیثیت اختیار کر گئے۔

آپ نے نہ صرف ظاہری علوم میں مہارت حاصل کی بلکہ باطنی علوم، تصوف اور سلوک میں بھی کمال درجے تک رسائی حاصل کی۔

آپ کی تربیت میں آپ کے والد گرامی، قطبِ ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف جیلانی علیہ الرحمہ کا خصوصی فیضان شامل تھا، جنہوں نے آپ کو علم کے ساتھ ساتھ عمل، اخلاص اور تقویٰ کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی شخصیت علم و عمل کا حسین امتزاج بن کر سامنے آئی۔

خدماتِ دینیہ:

حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ نے اپنی پوری زندگی دینِ اسلام کی خدمت، اشاعتِ علم اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے وقف کر دی تھی۔ آپ نے درس و تدریس کے ذریعے بے شمار طلبہ کو علومِ دینیہ سے آراستہ کیا اور انہیں شریعت و سنت کی راہ پر گامزن فرمایا۔ آپ کی مجالسِ وعظ و نصیحت میں علم کے ساتھ ساتھ دردِ دل اور اخلاص کی ایسی تاثیر ہوتی تھی کہ سننے والوں کے دلوں میں انقلاب برپا ہو جاتا۔

آپ نے لوگوں کو محض ظاہری عبادات تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ انہیں اخلاص تقویٰ حسنِ اخلاق اور محبتِ الٰہی کی حقیقی رُوح سے روشناس کرایا۔ تصوف و طریقت کے میدان میں بھی آپ نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ نے سلسلۂ اشرفیہ کی تعلیمات کو عام کیا اور مریدین و متعلقین کی اصلاح و تربیت کا فریضہ نہایت حکمت اور شفقت کے ساتھ انجام دیا۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کی خانقاہ روحانی تربیت کا ایک اہم مرکز بن گئی، جہاں سے بے شمار افراد نے فیض حاصل کیا اور آج بھی کر رہے ہیں۔

https://www.ashrafia.net

اخلاق ومعمولات:

حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو آپ کا اعلیٰ اخلاق اور باوقار طرزِ زندگی تھا۔ آپ نہایت متواضع، منکسر المزاج اور نرم خو انسان تھے۔ حلم و بردباری آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا اور آپ ہر حال میں صبر، تحمل اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ آپ کی گفتگو میں شائستگی، انداز میں وقار اور برتاؤ میں شفقت نمایاں ہوتی تھی۔ آپ نہ کسی کی دل آزاری کرتے اور نہ ہی بے جا گفتگو کو پسند فرماتے۔ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والا ہر شخص خود کو عزت و احترام کا مستحق محسوس کرتا۔

عبادات کے معاملے میں آپ نہایت پابند اور خشوع وخضوع کے پیکر تھے۔ نماز، تلاوتِ قرآن، ذکر واذکار اور دیگر معمولات میں آپ کا التزام مثالی تھا۔ آپ کی زندگی سنتِ نبوی ﷺ کی عملی تصویر تھی، جسے دیکھ کر لوگ خود بخود دین کی طرف مائل ہو جاتے، بندگیٔ خدا اور محبت رسول ﷺ میں مصروف ہوتے یہی وجہ تھی کہ آپ کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے ایسا کمال پیدا کر دیا تھا کہ جو آپ سے ایک دفعہ ملاقات کرتا تو اُس کا دل آپ سے دوبارہ ملنے کو بے چین رہتا تھا۔

الغرض اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف جیلانی علیہ الرحمہ کی حیاتِ مبارکہ علم وعمل، تقویٰ وطہارت اور خدمتِ دین کا ایک روشن باب ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی نہ صرف شریعت وطریقت کی خدمت میں بسر کی بلکہ اپنے اخلاق کردار اور روحانی فیضان کے ذریعے بے شمار دلوں کو منور کیا۔

آپ کی ذات گرامی اس حقیقت کی زندہ دلیل تھی کہ جب علم کے ساتھ اخلاص اور عبادت کے ساتھ محبتِ الٰہی جمع ہو جائے تو ایک انسان کس قدر عظیم مقام حاصل کر سکتا ہے۔

آپ کی تعلیمات، آپ کے معمولات اور آپ کا طرزِ زندگی آج بھی اہلِ دل کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ نے جس انداز سے دین کو محبت، حکمت اور اعتدال کے ساتھ پیش کیا، وہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ آپ کے تربیت یافتہ افراد اور وابستگان آج بھی پوری دنیا میں آپ کے فیضان کو آگے بڑھا رہے ہیں، جو آپ کے اخلاص اور قبولیت کی روشن علامت ہے۔

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ ایسے نفوسِ قدسیہ بظاہر دنیا سے رُخصت ہو جاتے ہیں، مگر ان کا فیضان، ان کی تعلیمات اور ان کا اثر رہتی دنیا تک باقی رہتا ہے۔ حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف جیلانی علیہ الرحمہ بھی انہی ہستیوں میں سے ہیں جن کی یادیں، تعلیمات اور نسبت ہمیشہ اہلِ ایمان کے دلوں کو روشنی بخشتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اِن کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفید فرمائے اور ہمیں بھی اخلاص، تقویٰ اور خدمتِ دین کی وہی روح نصیب کرے جو ان کا خاصہ تھی۔ آمین۔

....

https://www.ashrafia.net

''عید الاضحیٰ''

مسلمانانِ عالم کے لیے ایثار و قربانی کا بہترین سبق

جناب شکیل جیلانی صاحب

عالمِ اسلام میں دو عیدیں نہایت ہی متبرک و مقدس درجہ رکھتی ہیں۔ مسلمانانِ عالم کے لیے پہلی عید ''عید الفطر'' ہے جو ماہ رمضان المبارک کے کامیابی سے اختتام پر ہر سال یکم شوال کو منائی جاتی ہے یہ بھی بہت افضل اور محترم عید ہے دوسری عید ''عید الاضحیٰ'' کہلاتی ہے جو 10 ذی الحجہ کو منائی جاتی ہے۔

دین اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے (۱) توحید (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوۃ (۵) اور حج۔ حج ہر صاحب استطاعت مرد و عورت پر فرض ہے۔

9 ذی الحجہ کو حج ہونے کے بعد 10 ذی الحجہ کو ''یومِ عید'' منائی جاتی ہے۔ حج کے عظیم اور مقدس فرض کی ادائیگی کے بعد حجاج کرام سنت ابراہیمی کی اتباع کرتے ہوئے، اس عظیم قربانی کی یاد تازہ کرتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند نور العین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے رب عظیم کے سامنے پیش کر کے اپنی عبدیت کا مخلصانہ اور عاجزانہ اظہار فرمایا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہ صرف اس عظیم قربانی کو شرف قبولیت بخشا بلکہ اس کے بعد حکم باری تعالی ہوا کہ: ''تم دونوں مل کر کعبۃ اللہ کی تعمیر کرو'' اس حکمِ پروردگار کی تعمیل بھی احسن طریقہ پر کی گئی۔ اس طرح بیت اللہ شریف کی تکمیل ہوئی اس کے بعد دونوں عظیم القدر باپ بیٹے نے رب کائنات سے دعا فرمائی کہ: ''اے رب العالمین! ہماری اولاد میں ایک ایسے نبی کو مبعوث فرما، جس کا دین تا قیامت باقی رہے''۔ اس دعا کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لیے حضور رسالت مآب نبی آخر زماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں پیدا فرما کر ہمیشہ کے لیے دین اسلام کو زندہ و پائندہ حقیقت میں ڈھال دیا۔

اس عظیم قربانی کی ابتداء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام سے ہوئی اور اس کی انتہا نواسۂ رسول، جگر گوشہ بتول، سید الشہداء، امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء کے میدان کربلا کے تپتے ہوئے ریگزار میں بھوکے پیاسے شہید ہونے سے تمام مسلمانانِ عالم کو نصیب ہوئی۔ تاریخ عالم اس

https://www.ashrafia.net

عظیم قربانی کی کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے قیامت تک قاصر رہے گی۔

حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی یہ شہادت اُمت مسلمہ کو حق وصداقت کے ساتھ جینے کا درس دیتی ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان اسی جذبہ قربانی اور سرفروشی کے ساتھ اس پر آشوب دور میں بھی کفراور طاغوت کی شیطانی طاقتوں سے برسرِ پیکار رہ کر اسلامی اقدار اور تشخص کو قائم و دائم رکھے ہوئے ہیں۔ جب کہ غیر مسلم مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے شرمناک گھناؤنے خواب دیکھ رہی ہے جو قوم قربانی کی اہمیت اور افادیت کو اچھی طرح جانتی اور سمجھتی ہے اُسے زیر کر لینا آسان اور معمولی بات نہیں۔ مسلمان قوم اسی لیے تاریخ عالم میں ایک خاص منفرد اور مثالی مقام رکھتی ہے کہ اس میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت شروع ہی سے موجود وموجزن رہا ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پیروی اور آپ علیہ السلام کی اس سنت کی اتباع کرنے سے ہم میں روحانی قدریں پیدا ہو جاتی ہیں۔ عشق الٰہی اور حبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں اپنی جان ومال، آل و اولاد قربان کر دینے کا جذبہ مضبوط و مستحکم ہو کر ہمیں دنیا کی دوسری اقوام کے مقابلے میں منفرد، مثالی اہمیت اور کردار کا مالک بنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری اس کے نام پر مٹنا، اس کے احکام کو سچے دل سے بجالانا، عبادت وریاضت کا افضل ترین مقام ہے۔ جس سے روح وقلب کو روحانی کیفیت وسرور حاصل ہوتا ہے۔ عید الاضحیٰ اسی عظیم بے مثال اور یادگار قربانی کی یاد تازہ کرنے کے لیے تمام عالم اسلام میں بڑے جوش و جذبے سے منائی جاتی ہے۔ ہم سب کا اولین فرض یہ ہے کہ ہم اس عید قربان کے موقع پر اپنے نادار بھائیوں، عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں کو کبھی نہ بھولیں۔ غریبوں، مظلوموں، یتیموں بے سہاروں کو بھی اس عید سعید کی لازوال خوشیوں میں شریک کریں۔ عید پر قربانی کی ادائیگی کے بعد جو حقیقی مسرت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اس سے بہتر اور افضل انعام واکرام مسلمانوں کے لیے اور کیا ہوسکتا ہے۔ یہ مبارک ترین جذبہ انسان کو معراج وکمال کی بلندیوں پر لے جاتا ہے اس لیے ہم سب پر لازم ہے کہ ہم خالص اسلامی جذبہ سے سرشار ہو کر سنت ابراہیمی کی اس عظیم یاد کو تازہ کریں۔

آزادی، حریت، جان بازی اور سرفروشی اُمتِ مسلمہ کے لیے ان کے بزرگوں کا عظیم ورثہ ہے، آج تمام دنیائے اسلام اپنی جانوں کا نذرانہ نقد دے کر ایک امانت کی حفاظت کے لیے ہر دم کمربستہ ہے۔ تاریخ عالم ہماری عظیم قربانیوں اور جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کی امین اور گواہ ہے۔ یہ ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں باعزت جینے اور مرنے کا وہ طریقہ وسلیقہ سکھایا ہے، جس سے دنیا کی دیگر قومیں محروم ہیں۔ یہ دنیاوی وسائل پر بھروسہ کرتی ہیں جب کہ مسلمان تائید ایزدی اور نصرتِ الٰہی کا ہر دم طلب گار رہتا ہے۔

https://www.ashrafia.net

خطباتِ فخر المشائخ مدظلہ العالی

(قسط: ۱)

”نورانیتِ محمدی ﷺ“

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی من کان نبیا وآدم بین الماء والطین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی آیت:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (پارہ ۶،سورۃ المائدہ،آیت ۱۵)

ترجمہ: ”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب“۔

آج ہمارا موضوع ہے ”نورانیت محمدی ﷺ“ ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نور ہیں، بشریت حضور ﷺ کی صفت ہے بعض لوگ حضور ﷺ کو نور نہیں مانتے صرف بشر مانتے ہیں اور بشر بھی اپنی مثل مانتے ہیں (معاذ اللہ) اور اپنے دعوے کی دلیل میں قرآنِ کریم کی یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۔(پارہ ۱۶،سورۃ الکھف،آیت: ۱۱۰)

ترجمہ: ”تم فرماؤ ظاہر صورتِ بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔

یہ ایک الگ بحث ہے۔ سردست ہم یہ بیان کریں گے کہ حضور سیدِ عالم ﷺ تو نور ہیں بشریت آپ کی صفت ہے۔ قرآنِ کریم میں متعدد آیات میں آپ ﷺ کو نور کہا گیا ہے۔ ابتداء میں جو آیت تلاوت کی اس میں خالقِ کائنات فرماتا ہے

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (پارہ ۶،سورۃ المائدہ،آیت ۱۵)

مفسرین نے اس آیت کے تحت لکھا کہ: نور سے مراد ذاتِ پاک محمد مصطفیٰ ﷺ ہے اور کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہے۔

دوسری آیت:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۔(پارہ ۱۸،سورۃ النور،آیت: ۳۵)

ترجمہ: ”اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا، اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے“

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضورِ انور ﷺ نور ہیں اسی لیے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر اپنے

https://www.ashrafia.net

ایک شعر میں فرمائی ۔

شمع دل مشکوٰۃ، تن سینہ، زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

تیسری آیت:

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. (پارہ:۲۸، سورۃ الصف، آیت:۸)

ترجمہ: ''چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے موںھوں سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر''۔

اس آیتِ کریمہ سے یہ پتا چلا کہ کافر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ختم کرنا چاہتے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو باقی رکھنا چاہتا تھا اسی لیے اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی اور کافر ناکام و نامراد رہے۔ اس آیت میں جو یہ کہا گیا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں اُس نور سے مراد ذاتِ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر فرمایا کہ: ''اللہ اپنے نور کو پورا کرنا چاہتا ہے'' یعنی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتا ہے اور آخر میں فرمایا اگرچہ کافر بُرا مانیں یعنی ان کو یہ بات ناپسند ہو لیکن اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کو ان کافروں سے بچالے گا۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے فرمایا:

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر احادیث:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو شانیں ہیں:

(۱) ایک ہے نورانی شان

(۲) اور ایک ہے جسمانی شان

نورانیت کے لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام کی اصل ہیں اور جسمانیت کے لحاظ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نہیں تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا کیا تھے؟ نور تھے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بھی مانتے ہیں اور بشر بھی مانتے ہیں لیکن بشریت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چنانچہ ایک روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ".

(سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، حدیث:۳۶۰۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے لیے نبوت کب واجب ہوئی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام کی تخلیق کا مرحلہ روح اور جسم کے درمیان تھا''۔

اب غور کرنے کا مقام ہے یہ کہ دنیا کے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے پہلے بشر حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے پہلے آدمی حضرت آدم علیہ السلام یعنی انسانیت شروع ہو رہی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے، بشریت کی ابتداء ہو رہی ہے حضرت

https://www.ashrafia.net

آدم علیہ السلام سے آدمیت کی ابتداء ہورہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے یعنی ابھی دنیا کا پہلا انسان، پہلا بشر، پہلا آدمی وجود میں نہیں آیا اور سرکار ﷺ فرماتے ہیں کہ: ''میں نبی تھا'' یعنی حضور ﷺ کی حقیقت نورانیت ہے۔

ہماری بشریت ہماری حقیقت ہے اور سرکار ﷺ کی بشریت ان کی صفت ہے۔ صفت کے چھن جانے سے انسان باقی رہتا ہے لیکن حقیقت کے چھن جانے سے ختم ہوجاتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ تقریر میری صفت ہے اگر یہ مجھ سے چھین لی جائے پھر بھی میں بشر رہوں گا لیکن اگر میری بشریت مجھ سے چھین لی جائے تو میں ختم ہوجاؤں گا کیونکہ بشریت میری حقیقت ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضورِ انور ﷺ کی نورانیت ان کی حقیقت ہے اور بشریت ان کی صفت ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر میں ایک بات اور کہہ دوں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے یا حضور ﷺ کے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یَا أَبَابَکْرٍ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَةً غَیْرُ رَبِّیْ

''اے ابوبکر! بے شک میں حق کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

(مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات (عربی) ص:۱۰۹)

پہلی حدیث شریف:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، بِأَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ، أَخْبِرْنِیْ عَنْ أَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْأَشْیَاءِ؟ قَالَ: یَا جَابِرُ، إِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ۔ (مصنف عبد الرزاق، حدیث:۶۳)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس شے کو پیدا کیا؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق (کو پیدا کرنے) سے پہلے تمہارے نبی (محمد مصطفی) کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا۔

دوسری حدیث شریف:

حضور ﷺ نے فرمایا:

اول ما خلق اللہ نوری۔

(مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات (عربی)، ص:۱۰۹)

''اللہ کی سب سے پہلی تخلیق میرا نور ہے''۔

ان دونوں احادیث سے یہ پتا چلا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے نبی پاک ﷺ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور پھر اس نور سے ساری کائنات کو بنایا یعنی اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی تخلیق حضور ﷺ کا نور ہے۔

یہ نور کہاں تھا؟ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب نہ زمین تھی نہ آسمان تھا، نہ عرش وکرسی، نہ لوح نہ قلم، تو جب کچھ نہیں تھا تو یہ نور کہاں تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو اپنے

https://www.ashrafia.net

قربِ خاص میں رکھا۔

(سیرت الحلبیہ،الانسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ﷺ، مجلد اول، باب نسبہ الشریف ﷺ، ص:۳۶)

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی عمر:

ایک دن نبی پاک ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! عمر تو نہیں پتا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ میں نے آسمان پر ایک ستارہ چمکتے ہوئے دیکھا جو ہر ستر ہزار سال کے بعد چمکتا تھا، میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ چمکتے ہوئے دیکھا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ''اے جبرئیل علیہ السلام خدا کی قسم! وہ ستارہ میں ہی تھا''۔

سیرت الحلبیہ،الانسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ﷺ

(مجلد اول، باب نسبہ الشریف ﷺ، ص:۳۶)

اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضور ﷺ کی روحانی ولادت کتنی پہلے ہو چکی تھی۔

سورۂ فیل میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ

(پارہ ۳۰، سورۃ الفیل، آیت ۱)

ترجمہ: ''اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا''۔

اب یہاں پر پہلا جملہ قابلِ غور ہے "الم ترا" کیا آپ نے نہیں دیکھا؟ اگر کوئی واقعہ کسی کے سامنے ہو تو ہم ذکر کرتے ہوئے اس سے کہتے ہیں کہ کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ وہ واقعہ کیسے ہوا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس سے کہا جا رہا ہے وہ دیکھ رہا تھا بلاتشبیہ وتمثیل جب خالقِ کائنات یہ فرما رہا ہے کہ "الم ترا" اے محبوب ﷺ کیا آپ نے نہیں دیکھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ حضورِ انور ﷺ اس وقت دیکھ رہے تھے پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اصحابِ فیل کا واقعہ تو سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت سے قبل ہوا تو پھر دیکھنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے کیونکہ باختلافِ روایت تین یا چھ ماہ بعد سرکار ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ جب ولادت بعد میں ہوئی اور واقعہ پہلے ہوا تو پھر دیکھنا کیسے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ولادت اصحابِ فیل کے واقعہ کے بعد ہوئی لیکن آپ ﷺ کی روحانی ولادت اس سے قبل ہو چکی تھی۔ اسی لیے قرآن نے یہ لفظ استعمال کیا "الم ترا" کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ پس معلوم ہوا کہ سرکار ﷺ دیکھ رہے تھے۔ (جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

﴾قسط : ۲﴿

جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہیتے چچا جان

سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

اُن کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

﴿ابوالحسین اشرفی﴾

گزشتہ سے پیوستہ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے ایک ایک فرد سے نفرت کرتے تھے اور جو اسلام قبول کر چکا ہو اس سے تو ویسے ہی نفرت کرتے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے باقاعدہ تیاری کی کہ اس جنگ میں کسی طرح سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

اس کے لیے ایک وحشی غلام کو پیسے دے کر تیار کیا ہم تمہیں اس کے لیے اچھی اجرت دیں گے کہ تم اس مقصد میں کامیاب ہو اور ہم نے جو تمہیں کام سپرد کیا ہے اس پر پورا اترنا چاہیے۔ میدانِ اُحد میں یہ بڑا عجیب وغریب منظر تھا جنگِ اُحد کی تاریخ ہے کہ کس طرح سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا کافروں سے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھاٹی پر حضرت عبد اللہ بن زبیر کو کھڑا کیا تھا کہ جب تک میرا کوئی دوسرا حکم نہ آجائے اس وقت تک یہاں سے ہٹنا نہیں اور جب میدانِ اُحد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے شجاعت و بہادری کا مظاہرہ فرمایا تو کافروں کے قدم اُکھڑ گئے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار چلا رہے تھے۔ جب آپ نے ہاتھ اُوپر کیا تو زِرہ (لوہے کا لباس) وہ ایک طرف سے اُونچا ہو گیا، اسی وقت اس وحشی غلام (جو ایک چٹان یا جھاڑی کے پیچھے چھپا ہوا تھا اور آپ لڑتے لڑتے اس کے قریب آگئے تھے) نے وہیں سے تاک کر نشانہ مارا جو آپ کے پہلو میں لگا اور آپ کے جسم اقدس کو پار کر کے پیچھے سے نکل گیا اور یہ اتنا شدید حملہ تھا کہ آپ اس وقت چند لمحے بھی اپنے قدموں پر کھڑے نہ رہ سکے اور آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ کفار نے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کے کئی ٹکڑے کر کے شدید بے حرمتی کی۔ جنگِ اُحد کے بعد جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''امیر حمزہ کو تلاش کرو'' اور جب سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو دیکھا گیا تو سب کی حالت غیر ہو گئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ کے جسمِ مبارک کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ سید الشہداء ہیں''۔

جب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اپنے چچا کی یہ حالت

https://www.ashrafia.net

دیکھی تو حضور ﷺ زار و قطار روئے اتنا روئے کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو اتنا روتے ہوئے نہیں دیکھا اور کیوں نہ روتے آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چہیتے چچا، رضاعی بھائی اور جلیل القدر جانثار صحابی تھے۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو حضورِ اکرم ﷺ کی پھوپھی اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں تشریف لائیں پہلے ان کو روک دیا گیا کہ آپ نہیں دیکھ سکیں گی۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں صبر کروں گی اور آگے بڑھیں اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھ کر وہ بھی زار و قطار رونے لگیں۔ یہ بہت بڑا نقصان تھا جو کافروں نے مسلمانوں کو پہنچایا اور اُحد کے میدان میں جانِ کونین ﷺ کے خاندان کے ایک عظیم فرد نے جامِ شہادت نوش کیا۔ یہاں علماء فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ نے کبھی بھی ایسا نہ کیا کہ میں اور میرا خاندان محفوظ رہے بلکہ اسلام کی خاطر میرے آقا ﷺ نے ہر جگہ اپنے آپ کو بھی پیش کیا اور اپنے خاندان کو بھی پیش کیا تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ رسول صرف صحابہ کا خون بہانا جانتے ہیں!! بلکہ میرے آقا مکی مدنی مصطفیٰ ﷺ نے ایک ایسی تاریخ رقم کی کہ جہاں صحابہ کا خون ہے وہاں اہل بیت کا بھی خون ہے۔ وہاں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھی خون ہے، وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی خون ہے، وہاں حسنین کریمین اور شہدائے کربلا کا بھی خون ہے۔ جہاں صحابہ کرام نے اپنا خون اور قربانیاں پیش کیں وہاں سیدِ عالم ﷺ کے خاندان کے عظیم افراد نے بھی اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور خانوادۂ نبوت میں سب سے پہلے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

یہ کفار کے لیے بہت بڑی کامیابی تھی اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے اسلام کو بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ سید الشہداء رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تھا اسی وقت سے کافروں کی کمر ٹوٹ گئی تھی اور بڑے پریشان ہوتے تھے کہ ہمارے ساتھیوں میں سے، ہمارے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والوں میں سے دو ایسے افراد ان کے ساتھ جا ملے جس کی وجہ ان کے اندر بڑی قوت آ گئی (۱) سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ (۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما یہ دونوں نبی کریم ﷺ کے وہ عظیم الشان غلام ہیں کہ جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ بارگاہِ رسالت میں پیش کیا۔ اُحد کے میدان میں جب یہ فتح شکست میں تبدیل ہوئی اس کی وجہ گھاٹی پہ کھڑے صحابہ میں اختلاف پیدا ہوا۔ یہ اجتہادی خطاء تھی اس پر ہم کسی صحابہ کی شان میں کوئی گستاخی یا بے ادبی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ اب جنگ جیتی جا چکی ہے لہٰذا اب اتر جاؤ حضور ﷺ کا حکم صرف جنگ تک تھا اور اب تو کافر بھاگ گئے ہیں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا جن کی قیادت میں یہ دستہ کھڑا تھا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”جب تک میرا دوسرا حکم نہ آ جائے“ جب اکثر صحابہ نیچے اتر گئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنہوں نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا ایک بڑے دستے کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کیا۔ یہ وقت انتہائی

https://www.ashrafia.net

آزمائش اور تکلیف کا تھا جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پریشان ہو گئے۔ ان کے پیچھے سے حملہ ہوا اور آگے جو کافر بھاگ گئے تھے وہ بھی پلٹ آئے اور مسلمان دونوں کے درمیان آگئے کافی مسلمانوں کو انہوں نے بے دردی کے ساتھ شہید کیا اور ان کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح ہم حضور ﷺ کو شہید کر دیں (معاذ اللہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی حفاظت فرمائی ان کافروں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی کہ کسی طرح نبی کریم ﷺ پر بھرپور حملہ کیا جائے۔ اس وقت صحابہ کرام نے تاریخ انسانیت میں محبت کی ایسی مثال قائم کی کہ پوری تاریخِ انسانیت اور تاریخِ اسلام میں ایسی مثال قائم نہیں ہوئی۔ صحابہ کرام نے اپنے چہروں کو تیروں کے سامنے کیا، اپنے سینوں کو تیروں کے آگے کیا۔ جب حضور ﷺ پنجوں کے بل آگے کا منظر دیکھنا چاہتے تھے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! حضور ﷺ آپ اس طرح نہ کریں آپ کو تکلیف پہنچے گی۔ آنے والا تیر حضرت طلحہ کے چہرے پر لگا اور ان کو تیر لگنے کی وجہ شدید زخمی ہو گئے۔ حضور ﷺ کے صحابی حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جانِ عالم ﷺ کی طرف سے تیر چلا رہے تھے اور رحمۃ اللعالمین ﷺ اپنے ترکش سے تیر نکال نکال کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دیتے جاتے اور فرماتے: ''اے سعد! میرے ماں باپ تم پر قربان ہو جائیں''۔ ذرا ان کی قسمت کا اندازہ تو لگائیں سارے صحابہ کہتے تھے یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اور اُحد کے میدان میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی جانبازی اور خلوص پر حضور ﷺ یہ انعام عطا فرما رہے تھے کہ: ''اے سعد! میرے ماں باپ تم پر قربان ہو جائیں''۔ کتنے عظیم تھے یہ لوگ! جنت کہ لہلہاتے عظیم پھول تھے کہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقعوں پر اپنے زبانِ حق ترجمان سے بہترین القابات سے نوازا۔ جنھوں نے اپنی جانوں کی پرواہ نہیں کی۔

ایک موقع پر حضورِ اکرم ﷺ کے چہرۂ اقدس سے خون بہنے لگا تو ایک صحابی آگے بڑھے اور سیدِ عالم ﷺ کے رخسارِ مبارک سے اپنا منہ لگا کر پورا خون چوس لیا۔ ان صحابہ کرام میں محبت رسول خون بن کر دوڑ رہی تھی کہ ہمیں کچھ بھی ہو جائے ہم ان کی تکلیف نہیں دیکھ سکتے۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو بے پناہ انعام واکرام عطا فرمائے۔ کسی کو لقب سے نوازا کسی کو کچھ عطا فرمایا اور اگر حضور ﷺ کچھ نہ بھی عطا فرماتے تو ان کے جنتی ہونے اور جنت میں اعلیٰ مقام پانے کے لیے یہی بات کافی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گرد حصار بن کے کھڑے ہوئے تھے۔ اس وقت چشم فلک نے ایسی ایسی جانبازیاں دیکھیں کہ پھر ایسی جانبازیاں دیکھنا نصیب نہیں ہوئیں۔ بڑے بڑے بادشاہوں کی افواج نے بہادریوں کے نظارے کیے ہوں گے لیکن کسی نے اپنے بادشاہ کے لیے کبھی ایسی مثال قائم نہیں کی ہوگی جس طرح سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی۔

..................(جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

علمائے اہلسنت کی یادیں

ڈاکٹر ایس۔ایم۔اشرف جیلانی

حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

مفتی صاحب یہ سُن کر مسکرائے اور فرمایا: ”آپ کو یہ معلوم ہے کہ ان صحابی نے چادر کیوں مانگی تھی؟ وہ چادر انہوں نے اُوڑھنے کے لیے نہیں بلکہ اپنے کفن کے لیے مانگی تھی“۔ مفتی صاحب کا یہ جواب سُن کر مولانا اقبال نعیمی صاحب مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔

اب آگے ملاحظہ فرمائیے:

دارالعلوم نعیمیہ کا جلسۂ دستارِ فضیلت:

دارالعلوم نعیمیہ میں ہر سال جلسۂ دستارِ فضیلت منعقد ہوتا تھا لیکن ۱۹۸۸ء کا جلسہ اس لحاظ سے منفرد تھا کہ اس میں خانوادۂ اشرفیہ کی عظیم علمی و روحانی شخصیت آفتابِ اشرفیت، نور دیدۂ غوثیت حضرت علامہ ابوالمسعود شاہ سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ (سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف) نے اس کی صدارت فرمائی۔ اس جلسے میں کیونکہ ہماری دستارِ فضیلت ہونی تھی، اس لیے ہم نے بڑے جوش و خروش سے اس کے انتظامات میں حصہ لیا اور خاص طور پر اس جلسے کی مووی بنائی اور جلسے کے قبل پورے دارالعلوم کی مووی بنائی۔ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش تھے۔انہوں نے فرمایا کہ: ”ہمارے دارالعلوم کی مووی پہلی مرتبہ بن رہی ہے لہٰذا اس دارالعلوم کی لائبریری اور مختلف کلاسوں کی بھی مووی بنائی جائے“ جلسے کے اشتہارات، اعلانات اور اخباری خبروں کے سلسلے میں راقم نے اور میرے دو ساتھی مولانا عبدالرشید قادری اشرفی (ہالینڈ) اور مولانا سید تو قیر الاسلام قادری رحمۃ اللہ علیہما نے بھرپور حصہ لیا۔

ایک دن ہم مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر تھے اور اس بات پر مشاورت ہو رہی تھی کہ جلسے کی صدارت کے لیے کس کو بلایا جائے مفتی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ: ”کل اس مسئلے پر گفتگو کریں گے“۔ ہم لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے جب ہم گھر پہنچے تو اسی وقت خبر ملی کہ حضرت سرکار کلاں کچھوچھہ شریف سے تشریف لے آئے ہیں۔ جب راقم نے والد صاحب سے عرض کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ: ”تم فوراً جاؤ

https://www.ashrafia.net

اور جلسے کا ٹائم لو"۔ راقم اپنے ساتھی مولانا عبد الرشید قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ روانہ ہوا اور ان کی قیام گاہ پہنچا۔ حضرت کے گرد مریدین کا جمِ غفیر موجود تھا اور آپ ان کے درمیان رونق افروز تھے۔ ہم دونوں کچھ دیر بیٹھے رہے۔ جب رش ذرا کم ہوا اور آگے جانے کا موقع ملا تو حضرت کی دست بوسی کی، والد صاحب قبلہ کا سلام پیش کیا اور جلسے کی صدارت کے لیے عرض کی تو حضرت سرکارِ کلاں رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محبت وشفقت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ: "ہم ضرور آئیں گے" ہم نے عرض کی کہ: کس وقت گاڑی لے کر حاضر ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: "گاڑی لانے کی ضرورت نہیں ہاشم رضا صاحب موجود ہیں، ہم ان کی گاڑی میں آجائیں گے" اور فرمایا کہ: **"ابھی ہم نے محمود اشرف کی دستار بندی کی ہے تو یہاں پر محمد اشرف کی کردیں گے"۔** یاد رہے کہ محمود میاں قبلہ سرکارِ کلاں کے پوتے ہیں اور اس وقت خانقاہ حسنیہ سرکارِ کلاں کے سجادہ نشین ہیں۔

مفتی صاحب کی حاضر جوابی:

مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ بڑے ذہین وفطین انسان تھے۔ اللہ تعالی نے بلا کا حافظہ اور ذہانت عطا فرمائی تھی ان کی حاضر جوابی بے مثال تھی، یہ اس زمانے کی بات ہے جب آپ وفاقی شرعی عدالت کے جج تھے ایک شیعہ عالم نے آپ سے سوال کیا کہ مفتی صاحب یہ بتائیے کہ آپ کی فقہ کے مطابق چور کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں جب کہ ہماری فقہ کے مطابق صرف انگلیاں کاٹی جاتی ہیں تو اگر کبھی اسلامی نظام نافذ ہوا تو فائدہ ہمیں پہنچے گا۔ مفتی صاحب نے پوچھا: وہ کس طرح؟ شیعہ عالم نے کہا: وہ اس طرح کہ جو مجرم یعنی چور اپنا ہاتھ بچانا چاہے گا وہ یہ کہے گا کہ: "میں شیعہ ہوں"۔ مفتی صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ: "فائدہ تو ہوگا لیکن ایک بڑا نقصان آپ کو یہ ہوگا کہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ جتنے بھی چور ہیں وہ سب شیعہ ہیں"۔ مفتی صاحب کا یہ برجستہ جواب سن کر وہ مبہوت ہوگیا۔

مفتی صاحب کا حلم وبردباری:

مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ حلم وعلم اور بردبار انسان تھے ہم نے کبھی بھی انہیں کھل کھلا کر اور بلند آواز سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ ہمارے خاندان میں ایک نکاح تھا، نکاح پڑھانے کے لیے وہاں ایک عالمِ دین کو بلوایا ہوا تھا۔ اسٹیج پر مفتی صاحب قبلہ اور ان کے ساتھ ہی ہمارے دار العلوم کے استاد بھی تشریف فرما تھے۔ والد گرامی حضرت اشرف المشائخ اور حضرت علامہ شبیر احمد دہلوی قدس سرہما بھی اسٹیج پر موجود تھے۔ ان عالم صاحب نے اپنے انداز میں نکاح پڑھایا۔ ان کے کچھ الفاظ ایسے تھے جو کراچی والوں کے لیے بالکل نئے تھے، کچھ لوگ مسکرانے لگے راقم اس وقت مفتی صاحب کے قریب ہی کھڑا تھا۔ وہاں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو بار بار ایک دوسرے کے کانوں میں کچھ کہہ کر ہنس رہے تھے اور صاف محسوس ہو رہا تھا کہ یہ اِن کا مذاق اُڑا رہے ہیں جو

https://www.ashrafia.net

نکاح پڑھا رہے ہیں لیکن ہم نے دیکھا کہ مفتی صاحب قبلہ بالکل خاموش بیٹھے رہے اور مسکرائے تک نہیں۔ یہ تھی ان کی بردباری اور وقار۔ باوجود یہ کہ سب نے ان عالمِ دین کا مذاق اُڑایا، کسی نے مسکرا کر اور کسی نے ایک دوسرے کے کان میں سرگوشی کر کے لیکن مفتی صاحب قبلہ نے کسی کے کان میں سرگوشی کرنا تو دور کی بات ہے مسکرائے تک نہیں بلکہ باوقار انداز میں بیٹھے رہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس وقت مووی بن رہی ہے جب یہ مووی کہیں بھی چلے گی تو الگ محسوس ہو جائے گا کہ کون مذاق اڑا رہا تھا اور کون باوقار انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کی شخصیت میں ایک کمال کا حُسن تھا۔ جو آپ کو سب سے نمایا کرتا تھا۔

مفتی صاحب قبلہ کا انٹرویو:

ایک دن میں نے مفتی صاحب قبلہ کو فون کیا کہ میں آپ کا انٹرویو کرنا چاہتا ہوں جو ماہنامہ ''الاشرف'' میں شائع ہو گا لہٰذا مجھے آپ کوئی وقت عنایت فرمائیں تا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا کہ: '' آپ کل مغرب کے بعد میرے گھر پر آجائیں'' چنانچہ دوسرے روز میں اپنے برادرِ اصغر صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف جیلانی زید مجدہ کے ہمراہ ان کی رہائش گاہ واقع گلشنِ اقبال پہنچا تو گھر والوں نے بتایا کہ وہ کہیں گئے ہوئے ہیں، تھوڑی دیر میں آجائیں گے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے ہم گاڑی میں ہی انتظار کر لیتے ہیں چنانچہ ہم دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے ۱۰ منٹ کے بعد ہم نے دیکھا کہ مفتی صاحب قبلہ گلی کے کونے سے پیدل تشریف لا رہے ہیں جب قریب آئے تو ہم نے سلام اور مصافحہ کیا۔ انہوں نے ہمیں دیکھتے ہی فرمایا کہ: ہم یہیں قریب ہی ٹہلنے گئے تھے خیال آیا کہ آپ کو وقت دیا ہے تو فوراً آ گئے۔ انہوں نے ہمیں گھر میں بلایا اور پوچھا کہ: آپ کیوں انٹرویو کرنا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ: ہمارا رسالہ ماہنامہ ''الاشرف'' جو عرصۂ دراز سے شائع ہو رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں آپ کا ایک مفصل انٹرویو شائع کیا جائے تا کہ آپ کی حیات و خدمات سے عوام و خواص روشناس ہو سکیں وہ خوش ہوئے اور فرمایا کہ: پوچھیے! کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ: لکھنے میں کیوں کہ دیر لگے گی اس لیے ہم کیسٹ ریکارڈر لے آئے ہیں جو آپ فرمائیں گے، اس میں ریکارڈ کر لیں گے اور پھر اسے لکھ کر رسالے میں شائع کر دیں گے۔ انہوں نے فرمایا: ٹھیک ہے، ہم سوالات ایک پرچہ پر لکھ کر لے گئے تھے۔ ہم سوالات کرتے تھے اور مفتی صاحب قبلہ بڑی تسلی اور اطمینان سے جواب دیتے تھے اس طرح ایک گھنٹے تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا اور اس انٹرویو میں مفتی صاحب کی ولادت، ملتان میں تعلیم کے مراحل، پھر ملتان سے کراچی آمد اور یہاں تدریسی و تبلیغی خدمات غرضیکہ ہم نے ان کی حیاتِ مبارکہ کا پورا احاطہ اس انٹرویو میں کر لیا اور انہوں نے بڑی خوشی سے ان تمام سوالات کے جوابات دیے، اسی دوران ان کے صاحبزادے مولانا حافظ سید ناصر علی قادری چائے لے کر آ گئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ: پہلے چائے پی لیں باقی انٹرویو بعد میں ہو گا۔ ہم نے ان

https://www.ashrafia.net

کے ساتھ چائے پی اور پھر بقیہ سوالات کے جوابات مکمل ہونے کے بعد اجازت لے کر رخصت ہوئے ہم نے گھر آ کر وہ انٹرویو سنا اور لفظ بلفظ اسے لکھا اور پھر دو دن کے بعد صبح ۹ بجے دار العلوم نعیمیہ پہنچ کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے اُسے بغور پڑھا اور جو القابات ہم نے ان کے نام کے ساتھ لکھے تھے وہ کاٹ دیے اور فرمایا کہ: ان کی ضرورت نہیں یہ ان کی کسرِ نفسی تھی اس کے کچھ دن بعد مفتی صاحب قبلہ سرکاری دورے پر انڈونیشیا روانہ ہوگئے۔ جب ہم نے ان سے تصحیح کرانے کے بعد انٹرویو مکمل کیا تو رسالہ پریس جا چکا تھا، اس لیے اس کے چھپنے میں ایک مہینے کی تاخیر ہوگئی اسی دوران انڈونیشیا میں مفتی صاحب کا وصال ہوگیا اور وہاں سے ان کا جسدِ مبارک آیا۔ اس طرح ان کی زندگی میں یہ انٹرویو ''الاشرف'' میں شائع نہ ہوسکا۔ جس کا ہمیں بڑا افسوس تھا، بہر حال ان کے چالیسویں پر ہم نے الاشرف کا ''**مفتی سید شجاعت علی قادری نمبر**'' نکالا اور اس میں اسے شائع کردیا۔ ''**الاشرف**'' کا یہ نمبر **P.H.D** کے مقالوں میں ماخذ بنا۔

مفتی صاحب قبلہ کے صاحبزادگان:

مفتی صاحب کے تین صاحبزادے ہیں۔ سب سے بڑے ڈاکٹر، اُن سے چھوٹے انجینئر اور سب سے چھوٹے صاحبزادے سید ناصر علی قادری جن کو انہوں نے حافظِ قرآن اور عالمِ دین بنایا۔ ہم دیکھتے تھے کہ جب صاحبزادہ سید ناصر علی قادری قرآنِ پاک حفظ کر رہے تھے تو مفتی صاحب قبلہ خود ان کی نگرانی فرماتے تھے اور جب انہوں نے قرآنِ پاک حفظ کیا تو مفتی صاحب نے دار العلوم نعیمیہ میں ایک تقریب منعقد کی جس میں علماء و مشائخ کو مدعو کیا۔ یہ حفظِ قرآن کی تقریب تھی ہم دیکھتے تھے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں مفتی صاحب طاق راتوں میں اپنے صاحبزادے سید ناصر علی قادری کو ویسپہ پر بٹھا کر مختلف مساجد میں شبینہ میں قرآنِ پاک سنانے کے لیے لے کر جاتے تھے۔ اس زمانے میں جمعیت برادرانِ دہلی کا ایک مدرسہ لیاقت آباد نمبر ۱۰ میں تھا جو حضرت حافظ عبد الہادی صاحب مدظلہ العالی کی زیر نگرانی میں چل رہا تھا۔ مفتی صاحب قبلہ ۲۳ ویں شب کو اپنے صاحبزادے کو لے کر آئے اور قرآنِ پاک سنوایا۔ صاحبزادہ سید ناصر علی قادری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں تراویح پڑھا رہا تھا اور والد صاحب قبلہ میرے پیچھے پڑھ رہے تھے جب سلام پھیرا تو آپ نے فرمایا کہ: ''تم نے پڑھنے میں غلطی کی ہے یہ لفظ اس طرح نہیں تھا'' میں نے کہا: ''آپ تو حافظ نہیں ہیں آپ کیسے بتا رہے ہیں'' انہوں نے فرمایا کہ: ''حافظ نہیں ہوں لیکن میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ لفظ اس طرح ہو ہی نہیں سکتا'' صاحبزادے کہتے ہیں کہ: ''جب قرآنِ پاک میں دیکھا تو واقعی میری غلطی تھی والد صاحب قبلہ درست فرما رہے تھے''۔

اصل بات کیا تھی کہ مفتی صاحب قبلہ کو عربی زبان پر مکمل عبور تھا جدید و قدیم عربی پڑھاتے بھی تھے، بولتے بھی تھے اور کتابیں بھی تصنیف فرمائی.............(جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

تبصرہ

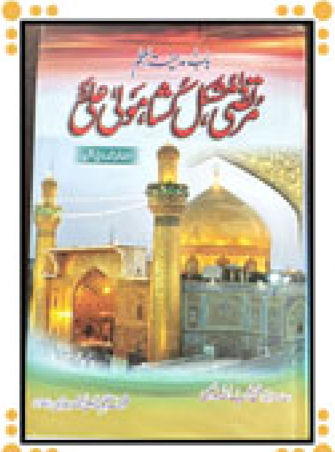

"مرتضیٰ مشکل کشا مولیٰ علی" کرم اللہ وجہہ الکریم

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)

نام: مرتضیٰ مشکل کشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مصنف: حضرت علامہ مفتی محمد محب اللہ نوری

اشاعتِ اوّل: جنوری 2019ء

صفحات: 496

ناشر: فقہ اعظم پبلیکیشنز، بصیر پور شریف

مصنف کا تعارف:

حضرت علامہ مفتی محب اللہ نوری دامت برکاتہم العالیہ اہلسنت کے علماء میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں آپ بیک وقت مقرر، مدرس، مصنف، محدث اور شیخ شریعت وطریقت ہیں۔

آپ فقیہِ اعظم حضرت علامہ محمد نور اللہ نعیمی قدس سرہ کے فرزند و جانشین ہیں اور دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے مہتمم بھی ہیں

آپ کے والد محترم نے پاکپتن اور دیپالپور کے قریب ایک ادارہ قائم کیا اور دُور افتادہ بستی بصیر پور کو عالمی طور پر متعارف کروایا۔

انتہائی نامساعد حالات میں سادگی کے پیکر حضرت علامہ نور اللہ نعیمی محدثِ بصیر پور قدس سرہ نے اپنی فقہی بصیرت اور بے مثال تجربے سے بصیر پور کو تشنگانِ علم کے لیے مرجع بنایا۔ آپ قدس سرہ نے اپنے پیچھے جہاں سینکڑوں شاگرد ''فتاویٰ نوریہ'' اور عظیم دار العلوم صدقۂ جاریہ کی صورت میں چھوڑا ہے وہی آپ نے نیک صالح فرزند حضرت علامہ محب اللہ نوری دامت برکاتہم العالیہ بھی اہلسنت کو دے گئے۔ انہوں نے اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس دار العلوم کو صوری اور معنوی لحاظ سے ایک یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا ہے۔ آپ خوش اخلاق خوش خصال ہیں تحریری میدان میں آپ کی کتب اہل علم کے لیے بہت بڑا سرمایہ ہیں، زیر نظر تبصرہ کتاب ''مرتضیٰ مشکل کشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم'' آپ کی اہل بیت اطہار سے محبت کا بین ثبوت ہے۔

یہ عظیم کتاب امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی سیرتِ مبارکہ پر ایک جامع، تحقیقی مدلل اور مستند شاہکار ہے، جو اُمتِ محمدیہ کے لیے ایک قیمتی تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

https://www.ashrafia.net

کتاب کا اجمالی خاکہ:

یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے:

پہلا باب ''شخصیت'':

اس باب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ طیبہ کے مختلف گوشوں کو نہایت جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے، جن میں ابتدائی حالاتِ زندگی، اشاعتِ اسلام کے لیے خدمات فضائل ومناقب، اخلاق وکردار، عشق رسول ﷺ، عبادت و ریاضت، بصیرت وفراست، فہمِ قرآن وسنت، ذوقِ شعروادب قوتِ فیصلہ وقضا، حاضر جوابی اور علمی مہارت، دورِ خلافت اور شہادت، نیز اس باب میں آپ کے حکمت ودانائی سے بھرپور ارشادات (ملفوظات) کا خوبصورت انتخاب بھی شامل ہے۔

دوسرا باب ''خلفائے راشدین کے ساتھ تعلقات'':

اس میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفائے راشدین کے ساتھ تعلقات، باہمی محبت، احترام اور عقیدت کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ باب اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سراپا محبت، اخوت اور باہمی مودّت کا عملی نمونہ تھے۔

تیسرا باب ''چمنستانِ کرم'':

اس باب میں اہلِ بیت اطہار کا روح پرور تذکرہ شامل ہے خصوصاً سیدہ کائنات، جگر گوشۂ رسول ﷺ، حضرت فاطمۃ الزہراء حضرت امام حسن مجتبیٰ، حضرت امام حسین، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس باب میں ان مقدس ہستیوں کے فضائل، نسبی وروحانی عظمت اور اسلامی تاریخ میں ان کے روشن کردار کو بیان کیا گیا ہے۔

چوتھا باب ''اہل'':

اس آخری باب میں اہلِ بیت اطہار کے فضائل ومناقب اور ان کی محبت وعقیدت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

کتاب کے اختتام پر مکمل حوالہ جات، مصادر اور طباعت کی تفصیلات بھی نہایت اہتمام کے ساتھ پیش کی گئی ہیں، جو اس کتاب کی تحقیقی حیثیت کو مزید مستحکم بناتی ہیں۔

اس کتاب کا پیغام:

مصنف اس کتاب کی ابتداء میں لکھتے ہیں:

''امن وآشتی، محبت ومودت، اتفاق واتحاد اور بھائی چارے کی جتنی آج ضرورت ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی... مگر بدقسمتی سے ملکِ عزیز اس وقت فرقہ واریت کا شکار ہے۔ دو فریق برسرپیکار ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ دونوں گروہ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے مقدس نام پر لڑ رہے ہیں اور ''گرفتارِ محبت ابوبکر وعلی'' اپنی باہمی آویزش سے تاثر یہ دے رہے ہیں جیسے خدانخواستہ اہل بیت اطہار اور خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام میں غیرت اور دوری ہو۔ اس ساری کشمکش کا اَلم ناک پہلو یہ ہے کہ سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت خاموش تماشائی ہیں اور صحابہ کے ذکر کو سپہ صحابہ اور ذکر اہل بیت کو اہل تشیع کے سپرد کر دیا ہے۔ حالانکہ ہمارے اسلاف نے صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کی مدح میں بہت کچھ لکھا اور کہا ہے (بقیہ صفحہ:48)

https://www.ashrafia.net

هوالطاهر

هوالاشرف

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

اجتماعاتِ عیدالفطر:

الحمدللہ! اس سال بھی خانوادۂ اشرفیہ کے افراد نے مختلف مقامات پر نمازِ عیدالفطر کے اجتماعات سے خطاب کیا اور نمازِ عیدالفطر کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد غوثیہ، گلبہار میں حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۸ بجے نمازِ عیدالفطر کی امامت فرمائی۔

عیدگاہ گراؤنڈ، جامع مسجد عمر فاروق، سیکٹر 11-A نارتھ کراچی امامت و خطابت مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۷:۱۵ بجے نمازِ عید الفطر کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد محمدی، خالدآباد میں امامت و خطابت مخدوم زادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا اور ۷ بجے نمازِ عیدالفطر کی امامت فرمائی۔

جامع مسجد قطبِ ربانی، درگاہ عالیہ اشرفیہ میں صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا اور ۸:۱۵ نمازِ عیدالفطر کی امامت فرمائی۔

عیدگاہ گراؤنڈ (عیدگاہ کمیٹی کے تحت) وحید آباد میں مخدوم زادہ سید شایان اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اور ۷:۱۵ بجے نمازِ عیدالفطر کی امامت فرمائی۔

ہفتہ وار درسِ قرآن:

جامع مسجد امیر حمزہ، ناظم آباد میں الحمدللہ! رمضان المبارک کے بعد ہفتہ وار درسِ قرآن کا سلسلہ دوبارہ سے شروع ہوا۔ مخدوم زادہ ابوالمحامد سید مکرم اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے درسِ قرآن فرمایا یہ مختصر پروگرام ہر جمعرات کو بعد نمازِ عشاء منعقد ہوتا ہے جس میں درسِ قرآن اور ذکر حلقہ ہوتا ہے۔

جلسہ دستارِ فضیلت:

۲۹/ مارچ بروز اتوار، بعد نمازِ عشاء دار العلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی میں سالانہ جلسہ دستار فضیلت و عرس مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ عبداللہ نعیمی علیہ الرحمہ منعقد کیا گیا۔ اس میں کثیر تعداد میں علماء و مشائخ نے شرکت کی جس میں علامہ پیر فضل الرحمن مجددی، مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب، مولانا

https://www.ashrafia.net

ریحان امجد نعمانی، مولانا پیر سید ذوالفقار جیلانی، ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب، پروفیسر عمران خان صاحب، صاحبزادہ سید رفیع ہمدانی اور حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خصوصی طور پر مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ مفتی جان نعیمی کے بلاوے پر شرکت فرمائی۔ جلسہ دستار فضیلت سے آپ نے خطاب بھی فرمایا۔

ماہانہ درسِ قرآن:

۳/اپریل بروز جمعہ، بعد نمازِ عشاء جامع مسجد نورانی، سیکٹر 11-G میں ماہانہ درسِ قرآن کی محفل کا انعقاد ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے عنوان سے عرس شریف کی مناسبت سے گفتگو فرمائی۔ آپ کی شجاعت وبہادری، بے مثال شہادت اور آپ کے روحانی مقام ومرتبے کا ذکر فرمایا۔

عرسِ سید الشہداء حضرت امیر طیبہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ:

۴/اپریل بروز ہفتہ، بعد نمازِ عشاء، حلقہ سلطانیہ کی جانب سے جناب مولانا محمد کمال عرفان سلطانی ورفقاء نے امیر طیبہ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے عرسِ مبارک کے سلسلے میں ایک عظیم جلسہ منعقد کیا گیا۔ یہ جلسہ زم زم مسجد ناظم آباد کے قریب منعقد کیا گیا اور کثیر تعداد میں علماء ومشائخ نے شرکت فرمائی اور دیے گئے موضوعات کے مطابق خطاب فرمایا۔ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے خطاب میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے روحانی مرتبے کے متعلق مدلل ومفصل گفتگو فرمائی۔ اس جلسے کی صدارت پیر طریقت حضرت پیر سید کمال میاں سلطانی مدظلہ العالی نے فرمائی

عرسِ مبارک:

۵/اپریل بروز اتوار بعد نمازِ عشاء جامع مسجد محمدی، فردوس کالونی میں مسجد انتظامیہ کی جانب سے عرسِ امیر طیبہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ منعقد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حال میں مدد کرنا، غزوۂ بدر واُحد میں شجاعت وبہادری کے ساتھ لڑنا اور زندگی میں دینِ متین کے لیے جو جو آپ نے خدمات انجام دیں، اس کے متعلق مفصل گفتگو فرمائی۔ خطاب سے قبل صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی و دیگر ثناء خواں نے منقبت کے نذرانے پیش کیے۔

عمرے کی مبارک باد:

شہزادہ حضور اشرف المشائخ وبرادرِ اصغر حضور فخر المشائخ ابوالحسنین صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی مدظلہ العالی اپنے بڑے صاحبزادے سید حسنین اشرف جیلانی کے ہمراہ رمضان المبارک میں عمرے کی سعادت کے لیے تشریف لے کر گئے۔ ۲۵/ روز آپ نے حرمین طیبین میں قیام فرمایا۔ آپ کی علماء ومشائخ سے ملاقات ہوئی۔ جانشین حضور شیخ اعظم، قائد ملت حضرت

https://www.ashrafia.net

علامہ سید محمود اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی (سجادہ نشین آستانیہ عالیہ سرکار کلاں، کچھوچھہ شریف) سے مدینے شریف میں ملاقات فرمائی اور حضرت نے اپنی خاص دعاؤں سے نوازا۔ اس موقع پر آپ نے اپنے فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کی اور اپنے والدِ گرامی کی کتب حضور قائد ملت مدظلہ العالی کو پیش کی۔ ہم ادارہ ''الاشرف'' کی جانب سے صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی اور صاحبزادہ سید حسنین اشرف جیلانی کو عمرہ کی سعادت پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

سلسلۂ سوالات فخر المشائخ کے ساتھ:

الحمدللہ! فخر المشائخ آفیشل یوٹیوب وفیس بک چینل پر ہر جمعہ کو ساڑھے چار بجے سلسلہ سوالات و جواب حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کے ساتھ لائیو پروگرام نشر کیا جاتا ہے۔ جس میں خواتین وحضرات اپنے سوالات وروحانی مسائل و دیگر معاملات کے حل کے لیے رابطہ کرتے ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ بھی اس پروگرام کو ملاحظہ فرمائیں اور آگے شیئر بھی کریں اور اپنے سوالات بذریعہ موبائل نمبر یا ای۔میل ہماری ٹیم تک پہنچائیں۔

جلسہ دستار فضیلت:

۱۶ر اپریل بروز جمعرات بعد نمازِ عشاء، درگاہ سخی عبد الوہاب شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد میں سالانہ جلسہ دستار فضیلت دار العلوم احسن البرکات منعقد کیا گیا۔ جس میں حضور فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی، مہتمم دار العلوم احسن البرکات حضرت علامہ مفتی جواد رضا برکاتی اشرفی شامی مدظلہ العالی کے بلاوے پر تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے آپ نے مزار مبارک پر حاضری دی۔

درگاہ سے متصل مسجد کے ہال میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت علامہ مفتی محمد میاں نوری، حضرت علامہ مفتی رفیق مدنی، حضرت علامہ مفتی حسان رضا برکاتی، حضرت علامہ سید زمان علی جعفری، حضرت علامہ ڈاکٹر عبد الوہاب اکرم قادری، مفتی محمد شریف سعیدی اشرفی، مولانا اکرم سعیدی، حضرت پیر گلشن الٰہی سے ملاقات ہوئی۔ خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں علم دین کی فضیلت و علماء کے مقام و مرتبے کو بیان فرمایا اور فارغ التحصیل طلبہ کو نصیحتیں فرمائی۔ خطاب کے بعد طلباء کی دستار بندی فرمائی۔

اس موقع پر مفتی جواد رضا برکاتی اشرفی شامی مدظلہ العالی کے اصرار پر آپ نے فقیہ العلماء، مفتی سندھ و بلوچستان حضرت علامہ مفتی محمد امین میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد کو خلافتِ سلسلۂ اشرفیہ و اجازتِ دعائے حزب البحر سے نوازا۔

وہ ماشاءاللہ! عالمِ دین بھی ہیں اور کراچی یونیورسٹی میں بحیثیت پرنسپل و لیکچرار اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یوں یہ پروگرام رات تقریباً ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔

محفلِ نعت و بیان:

۱۹ر اپریل بروز اتوار بعد نمازِ عشاء جامع مسجد الف، کھارادر

https://www.ashrafia.net

میں مسجد انتظامیہ کی جانب سے محفل نعت و بیان بسلسلہ عرس سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ منعقد کی گئی۔ جس میں کثیر تعداد میں علمائے اہلسنت نے شرکت کی اس پروگرام کی صدارت جناب کوثر شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت عبدالحمید کوثر مدظلہ العالی نے فرمائی۔ اس محفل سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا تقریباً ایک گھنٹے مناقب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو بیان کیا۔ خطاب کے بعد صلوٰۃ وسلام اور دعا ہوئی۔

..........*

بقیہ ''تبصرہ... مرتضیٰ مشکل کشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم''

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل وعلا ہمیں اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سچی محبت اور غلامی نصیب فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان مقدس ہستیوں کے صدقے ہماری دنیا وآخرت سنوار دے اور ہمارے ملک کو امن، سلامتی اور سکون کا گہوارہ بنائے۔ آمین یارب العالمین ﷺ

سمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ)

سمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ) کے تحت ہر سال کی طرح اس سال بھی اجتماعی قربانی کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں:

گائے فی حصہ 26000/-

فی بکرا 36000/-

اپنا حصہ ملانے کے لیے

جناب قدیر اشرفی

(0319-7719680)

جناب بلال اشرفی

(0330-2323043 / 0321-9258811)

سے رابطہ کریں۔

اپنی ''**قربانی کی کھالیں**''

''سمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ)''

کو دے کر غریب و نادار اور مستحق افراد کی امداد کیجیے۔